فہرست

مقدمۃ الکتاب

نام کتاب ———— متعہ نہ کیجئے
سال اشاعت ———— ۱۹۹۲
نام مؤلف ———— حافظ محمد اقبال رنگونی
حجم کتاب ———— ۱۱۲ صفحات
تعداد ———— ۵۰۰
کتابت ———— حفیظ الحق صدیقی خانیوال
قیمت ————

ملنے کا پتہ پاکستان میں

دار المعارف ۲/۱ دیو سماج روڈ سنت نگر لاہور

ملنے کا پتہ انگلینڈ میں

اسلامک اکیڈمی ۱۹۔ چارٹن ٹیریس اپر بروک سٹریٹ مانچسٹر ۱۳
۰۶۱ —— ۲۷۳ —— ۱۱۴۵

تحریم متعہ

انگلینڈ کے جملہ شیعی مجتہدین کو چیلنج

جو شیعہ علماء متعہ کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں اور اسے ایک کارِ ثواب کہتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ :-

① اپنے بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
② اپنے اکابر محدثین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
③ اپنے مفسرین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
④ اپنے اعیانِ شیعہ میں سے کسی ایک بزرگ کا نام بتائیں جس نے کسی ضرورت مند کو اپنی دخترِ نیک اختر متعہ کے لیے دی ہو۔
⑤ اسماعیل صفوی سے لے کر علامہ خمینی اور صدر رفسنجانی تک کوئی ایک معروف شیعی حکمران ہوا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
⑥ شیعہ مؤرخین میں کوئی ایک ایسا مؤرخ گزرا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
⑦ شیعہ ادباء اور شعراء میں کوئی ایک ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
⑧ انقلاب ایران کے بعد ایران میں کوئی ایک حجۃ اللہ یا آیت اللہ ایسا ہوا ہو جسے اپنے بنی متعہ میں سے ہونے پر ناز ہو۔

اگر آپ اپنے بارہ سو سال کے شیعی سرمایہ میں ایک ایسا ثبوت پیش نہ کر سکیں تو کیا یہ حقیقت اس یقین کے لیے کافی نہیں کہ متعہ اسلام میں ہرگز جائز نہیں رہا اور اسے اسلام کے اخلاقِ فاضلہ میں کوئی جگہ نہیں دی جا سکتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

محمد اقبال رنگونی از مانچسٹر

پیش لفظ

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد:

مغربی تہذیب نے عورتوں اور مردوں کی مخلوط سوسائٹی میں آج عفت و عصمت کا جو جنازہ نکال رکھا ہے اس مرگِ ناگہانی کی خبر علامہ اقبال نے پون صدی قبل دے دی تھی۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

مغربی تہذیب کے ان کھنڈرات پر اب ایرانی اُٹھے ہیں کہ شاید ان کی عورتیں اپنے گرد نوجوانوں اور طالب علموں کو جو بوجہ طوالتِ تعلیم بہت دیر تک غیر شادی شدہ رہتے ہیں جمع کرکے ایرانی سوسائٹی کو مغربی جنسی آزادی کے قائم مقام لاسکیں۔

اس منصوبے کا اظہار اگر کوئی شیعہ مجتہد یا آیت اللہ کرتا تو چنداں تعجب نہ تھا ان لوگوں سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہم حیران رہ گئے جب روزنامہ جنگ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر ایران کے صدر رفسنجانی کا یہ بیان پڑھا:

ایرانی معاشرے کو بچانے کے لیے متعہ عام کرنا ہوگا

اس سے صرف تین روز قبل اسی اخبار نے رفسنجانی کے نام سے یہ خبر بھی شائع کی تھی۔

"ایران میں غیر شادی شدہ افراد کو متعہ کی اجازت دے دی گئی"

"اسلام متعہ کی اجازت دیتا ہے" رفسنجانی

ایران کے صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کو متعہ کے ذریعہ اپنی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی فطرت کو کچلنا

غلط ہے۔ اس لیے کنوارے افراد۔ رنڈوے۔ اور بیوہ عورتیں مختصر مدت کے لیے غیر رسمی شادیاں کر سکتے ہیں۔ (جنگ لندن ۴، دسمبر ۱۹۹۰ء)

پھر یہ خبر بھی ہم نے پڑھی :-

ایران میں اسلامی انقلاب کے گیارہ برس بعد صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے جنسی اور سماجی میل جول کی طرف زیادہ لبرل رویہ اپنانے کی مہم شروع کی ہے انہوں نے متعہ کی ضرورت پر دوبارہ زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ایران نے بڑی تعداد میں اپنے لوگوں کی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے غیر رسمی قلیل المیعاد شادیوں کو تسلیم نہ کیا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایرانی ٹی وی پر انٹرویو دیتے ہوئے صدر رفسنجانی نے کہا کہ وہ متعہ کے متعلق سنجیدہ بحث ابھار رہے ہیں اور وہ اس پر اصرار کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر متعہ کو عام نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ منسلک بدنامی کو ختم نہ کیا گیا تو ہمارا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہو جائے گا۔ کیونکہ ہم بہت سے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کی جنسی ضروریات کو پورا نہیں کر سکیں گے۔

(جنگ لندن ۷، دسمبر ۱۹۹۰ء)

ہم ایرانی صدر رفسنجانی کے اس بیان کے جواب میں ایک شیعہ مفکر ڈاکٹر موسیٰ الموسوی کا یہ سوال نقل کرنا کافی سمجھیں گے :-

> میں ان فقہاء شیعہ سے سوال کرتا ہوں جو متعہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فتوے دیتے ہیں۔ کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے یا ان کے بارے میں ایسی بات سن کر ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔ رگیں پھول جائیں گی اور غصے پر قابو نہیں رکھ سکیں گے ؟
>
> (اصلاح شیعہ ص ۱۹۹ ڈاکٹر موسیٰ الموسوی)

جن لوگوں کی اسلام کے نظامِ عفت اور عورت کے مقامِ حرمت پر نظر ہو گی وہ مخلوط سوسائٹی کے موجودہ مغربی ماحول میں متعہ عام کرنے اور لڑکیوں کو کرایہ پر لانے کے شرمناک جنسی پروگرام کی کبھی جرأت نہ کر سکیں گے۔

اسلام میں عورت کا نظامِ عفت و حرمت

عفت و عصمت ایک ایسا گوہر ہے جس سے انسان کی انسانیت میں نکھار آتا ہے اور ایک ایسا جوہر ہے جس کی قدر کرنے سے انسان کی انسانیت کو چار چاند لگتے ہیں اور یہ ایک اتنی قیمتی چیز ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کا بدل پیش کرنے سے قاصر ہے جس شخص نے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت نہ کی تو پھر اس کی انسانیت تار تار ہو کر رہ گئی یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث پاک میں عفت و عصمت کی حفاظت اور شرافت و نجابت اور شرم و حیا کو اپنانے پر بطور خاص زور دیا گیا ہے اور ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو کسی درجے میں بھی عفت و عصمت کے منافی ہو یا جس سے بے شرمی و بے حیائی کی راہ پائے شریعت میں اسے بہت بڑا جرم بتلایا گیا ہے

عفت و حرمت قرآن کی نظر میں

عفت و عصمت کی اہمیت کا اسی سے اندازہ لگایئے کہ قرآن کریم نے اسے بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر کسی پیغمبر پر عفت کے خلاف کوئی طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا تو خود پروردگار عالم نے ان کی صفائی پیش کی اور ان کی شرافت و نجابت کا اعلان فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکدامنی کا قرآن نے اعلان فرمایا۔

عفت و حرمت احادیث کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں عفت و عصمت کی اس قدر اہمیت تھی کہ

آپ جن مردوں اور عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ ان میں یہ بات بھی شامل تھی۔ "ولا یزنین" کہ وہ زنا نہیں کریں گی۔ اپنی عفت کا جنازہ نہیں نکالیں گی۔ اسی طرح احادیث پاک میں ایسے واقعات وارشادات بکثرت ملتے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف پیرایوں میں لوگوں کو عفت وعصمت اور شرافت واخلاق کی تعلیم وتاکید فرمائی۔

جب ابو سفیانؓ سے ہرقل شاہ روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ وہ تم کو کیا بات بتاتے ہیں، اس وقت حضرت ابو سفیانؓ نے فرمایا۔

یامرنا بالصلوٰۃ والصدقۃ والعفاف والصلۃ۔[1]

ترجمہ: کہ آپ ہمیں نماز صدقہ عفت اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

غور فرمایئے۔ نماز صدقہ کے ساتھ ساتھ عفت وعصمت کا بیان اس کی اہمیت کی کس قدر نشان دہی کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور جاہلیت کے وہ تمام طور وطریقے جن سے عفت وعصمت پر حرف آتا ہو اور فحش وبے حیائی کو راہ ملتی ہو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا نہ صرف سد باب کیا بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کے خاتمہ کے لیے سخت سزائیں مقرر کیں تاکہ معاشرہ سے حیوانیت کو ختم کیا جائے اور عفت وعصمت کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ایران سے اٹھنے والی صداؤں میں ابھی ایک متعہ کی صدا باقی تھی جسے رفسنجانی نے پورا کر دیا۔

مسئلہ متعہ کیا ہے، اس کے کیا فضائل ہیں؛ اس کی کیا قیمت ہے، اس کی تفصیل آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔ یہاں صرف اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ متعہ عفت وعصمت کی ضد کا نام اور شرم وحیا کا جنازہ نکلنے کا نام ہے۔ ایرانی رہنماؤں کے اس اعلان سے نہ جانے کتنی معصوم لڑکیاں عفت وعصمت کا جنازہ نکال چکی ہوں گی۔ کتنی عورتوں نے عزت کے سودے کر ڈالے ہوں گے۔ کتنوں کی عزت وحرمت کی دھجیاں بکھر گئی ہوں گی اور اس کے لیے کتنے آیت اللہ آگے بڑھے ہوں گے اور اس کے اثرات کہاں کہاں پڑے ہوں گے۔

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۸

اس ایرانی اعلان نے برطانیہ میں رہنے والے مسلمان نوجوانوں کو عیاشی و فحاشی کی کتنی راہیں فراہم کر دیں یہ الگ داستان عبرت ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ دنیا میں بے حیائی پھیلے ہم انہیں عذاب الیم کی بشارت دیتے ہیں۔ یہ برطانیہ جہاں کی بد تہذیبی و بے تمیزی مسلمانوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ جہاں قدم قدم پر شیطنت کا عمل ہے۔ جہاں ہر موڑ پر فحاشی و عیاشی، بے حیائی اور بے شرمی کے حیا سوز نظارے ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو اپنے دام تزویر میں لینے کے لیے بے چین و بے تاب ہیں۔ افسوس کہ اس اعلان نے ہمارے نوجوانوں کو اس جانب قدم بڑھانے کی اجازت دے دی اور یہ اجازت بھی قرآن کے نام پر — اسلام کے نام پر دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں کا ہر وہ نوجوان جو کہ تہذیب مغرب کا عاشق ہے۔ اپنی عیش و عشرت کو اب اسلام کا نام دے کر اپنے شیطانی جذبات کی تسکین کر رہا ہے اور وہ سمجھ رہا ہے کہ میں کسی نہ کسی آیت اللہ کی پیروی کر رہا ہوں۔

معلوم نہیں ایرانی رہنماؤں کو متعہ عام کرنے کی ضرورت اب کیوں پیش آئی ہے اور کس لیے یہ قبیح عمل اسلام کے نام پر رائج کر کے شریعت محمدیہ کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ اگر انہیں اپنے مشہور مسئلہ کا اتنا ہی شوق چرایا تھا تو شوق سے اس پر عمل کرتے۔ مگر اسلام اور شریعت محمدیہ جیسی پاک اور مبارک شریعت کو تو بدنام نہ کرتے۔

یہاں کے غیر مسلم کیا کہتے ہوں گے۔ انہوں نے ابھی تک اپنی گول فرینڈز کو صلیبی تقدس نہیں دیا۔ مگر ایران کی مذہبی حکومت نے اس میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

ایرانی صدر رفسنجانی کے اس اعلان نے ایران میں کیا اثر پیدا کیا ہوگا اسے اہل ایران جانیں۔ لیکن ہمیں خبر ملی کہ یہاں جو نوجوان کسی مذہب و مسلک کے نہ تھے اور ان کی زندگی میں کبھی کوئی دینی نقش عمل ابھرنے نہ دیا گیا۔ وہ نہایت اہتمام سے متعہ کے لیے لڑکیاں تلاش کر رہے ہیں۔ ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے ہم سے بحث شروع کر دی۔ خطوط بھی لکھے اور متعہ کی حمایت میں کچھ کتابیں اور پمفلٹ بھی بھیجے۔

ہم نے ان کا بغور مطالعہ کیا۔ مگر افسوس کہ ان میں ایک دلیل بھی ایسی قوی نہ ملی جس کی سند حضرت علی تک پہنچتی ہو۔ یہ لوگ خواہ مخواہ ان کا نام بدنام کرتے ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے

کہ انہوں نے متعہ کو ایک عمل نہیں ایک عبادت کا نام دے رکھا ہے۔ (فالی اللہ المشتکی)

استاذ محترم محقق العصر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے نہ صرف اس پر ایک جامع اور تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا بلکہ جابجا مفید مشوروں سے بھی نوازا اور بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔

فجزاہ اللہ فی الدارین احسن الجزاء۔

ضرورت ہے کہ اب اس کتاب کی پاکستان اور ہندوستان میں بھی خوب اشاعت ہو تاکہ وہ ممالک اس عیاشی سے محفوظ رہ سکیں اور شیعی مغالطات اور تحریفات کے پردے بھی کھل جائیں اور کوئی نوجوان جنسی خواہشات کے نشہ میں اپنا مذہب تبدیل نہ کرے۔

اللّٰھم احفظنا من شرور بنی متعۃ فی کل بلدۃ من بلاد الاسلام۔ آمین

والسلام

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ
اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مانچسٹر

مقدّمہ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبوۃ بعدہ وعلیٰ آلہ و

اصحابہ الذین اوفوا عہدہ۔ امابعد :

ہمارے اکثر بھائی حیران ہوتے ہیں کہ اسلام جس کی بلند پایہ تعلیمات نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور جس کے رسول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقصد بعثت ہی " بعثت لاتمم مکارم الاخلاق "[1] کے الفاظ میں تعمیر اخلاق قرار دیا، اس میں متعہ جیسے فحش، حیا سوز اور اخلاق باختہ مباحث کیسے قائم ہو گئے لیکن جو حضرات تفتیش اسباب کے میدان میں اُترے انہوں نے پتہ دیا کہ جب سلطنت ایران اور دولت یونان ضرب فاروقی کے ایک ہی صدمہ سے پاش پاش ہو گئیں تو دشمنان اسلام نے منافقت کے لباس میں حضرت فاروق اعظمؓ بلکہ خود اسلام کے خلاف جو بزدلانہ سازش کی اس کی دسیسہ کاریوں کا ایک عنوان " عبادتِ متعہ " بھی ہے۔

جب کفر و الحاد کے ستون گر گئے اور ان کی حکومتیں ہٹ گئیں تو دشمنان اسلام کے لیے صرف ایک ہی صورت باقی تھی کہ دوست بن کر دشمن کا کام کیا جائے اور اسلام سے اختلاف کرنے کی بجائے اسلام میں اختلاف پیدا کیے جائیں سو اس سازش کی پرورش قدرتی طور پر انہی علاقوں میں ہوئی جنہیں حضرت عمر فاروقؓ نے فتح کیا تھا۔ یہ خوفناک سازش اسلام اور اسلامی فتوحات کے خلاف ایک جذبہ انتقام تھا۔ ایرانی شاعر رضائے کرد صاف کہتا ہے[2]

بشکست عمر پشت ہژبران اجسم را | برباد فنا داد رگ و ریشہ جم را
ایں عربدہ بر غصب خلافت ز علی نیست | با آل عمر کینہ قدیم است عجم را

---

[1] میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی بزرگیوں کی تکمیل کروں۔

[2] تاریخ ادبیات ایران جلد سوم صفحہ ۴۹

ترجمہ: عمرؓ نے جنگل کے شیروں کی پشت توڑ کر رکھ دی اور جمشید ایرانی کے رگ و ریشہ کو پامال کر دیا۔ اہلِ ایران کا جھگڑا حضرت عمرؓ سے اس لیے نہیں کہ انہوں نے علیؓ کا حق چھینا۔ بلکہ فاروقی لشکروں سے عجم کی پرانی دشمنی چلی آرہی ہے کہ آپ غارت گر عجم کیوں تھے۔

مستشرق محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو۔

خلفائے راشدینؓ میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ سے جو اہل عجم متنفر ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ غارت گر عجم تھے۔ اگرچہ اس نفرت کو مذہبی رنگ دے دیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔[1]

ان اشقیاء نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن دغا اپنے پرانے مجوسی دین سے جاری رکھی۔ فتح اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان حکمران تھا۔ جس کا سرکاری مذہب دینِ زرتشت تھا۔ ساسانی سوسائٹی میں جو اخلاق اور معاشرتی رسم و رواج قائم تھے ان لوگوں نے آہستہ آہستہ انہیں ہی اسلام کا نام دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اسلام سے انتقام لینے کے لیے اسلام کے نام پر ایک اور پورا نظام قائم ہو گیا اور ایک نیا مذہب بن گیا جس کے سر کے مو کے بنیادی اصول یہ قرار پائے۔

(۱) — قرآن پاک میں تبدیل و تحریف کے الزامات اور اس میں کمی بیشی کی تشکیک پیدا کرتے رہنا تاکہ بنیادِ اسلام ہی متزلزل ہو جائے۔

(۲) — سب عربوں کے خلاف بالعموم اور ان صحابہؓ کے خلاف بالخصوص نفرت پیدا کرتے رہنا جنہوں نے ایران کو فتح کر کے داخلِ حدودِ اسلام کیا ہے۔

(۳) — مسلمانوں میں سے صرف اسی خاندان کے ساتھ اظہارِ عقیدت کرنا جس کی رگوں میں ایران کا شاہی ساسانی خون موجود ہو۔ یعنی آخری ساسانی تاجدار یزدگرد ثالث کی بیٹی شہربانو کی اولاد کو ہی اپنی عقیدت و محبت کا مرجع بنانا اور یہی اصول الاپنا کہ اس خاندان

---

[1] براؤن جلد ۱ صفحہ ۲۱۷

کو ہی حکومت کرنے کا الٰہی حق حاصل تھا اور جنہوں نے بھی حکومت کی وہ سب غاصب تھے۔

(۴) — تقیہ، متعہ، عاریۃ الفرج اور ترویج محرمات جیسے حیا سوز اعمال کو اعلیٰ درجے کی عبادات قرار دے کر اسلام کے نظامِ اخلاق کو تباہ کرنا۔

(۵) — تمام اسلامی حکومتوں کو اپنی مجالس خاصہ میں غاصب حکومتیں قرار دینا اور ان میں رخنہ اندازی کے اسباب کی مسلسل تلاش کرتے رہنا۔ ابن علقمی اور محقق طوسی کی طرح تختِ خلافت تک الٹنے سے باز نہ رہنا جیسے کہ صفویوں نے ترکوں کے مقابلہ میں دولِ مغربیہ کے ساتھ صرف اس لیے سازش کی تھی کہ ترک سُنی مسلمان تھے۔

ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کے ساسانی نظامِ معاشرت سے لی گئی ہے۔ وہاں شادیاں دو قسم کی ہوتی تھیں، ایک مستقل اور ایک عارضی۔ مستقل شادی کے میاں بیوی کے لیے پہلوی زبان میں شوہر اور زن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہر اور بیوی کے لیے "میرگ" اور "ژیانگ" کی قانونی اصطلاحات تھیں۔[1]

اس عارضی شادی کے لیے نہ گواہوں کا کہیں ثبوت ملتا ہے اور نہ اس میں عورت کے وارثوں کی اطلاع یا رضا ضروری تھی۔ اس میں نہ وراثت چلتی تھی نہ طلاق ہوتی تھی۔ اور نہ ہی ازواج کی اولاد اپنے اصل باپ کی طرف منسوب ہوتی تھی۔[1]

فتحِ اسلام کے بعد ان لوگوں کو جب ایسی عیاشیوں اور لذت ساسانیوں کا کوئی رستہ نہ ملا تو انہوں نے اسی رسم کو عبادت متعہ کا نام دے کر اپنی ضرورت پوری کر لی۔ نہ زنِ ممتوعہ چار میں شمار ہوئی (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱) نہ اس کے لیے وراثت کی قید رہی (صفحہ ۱۹۳) نہ طلاق کی حاجت پڑی (صفحہ ۱۹۱) اور نہ ہی اس کے لیے گواہ اور ولی کی ضرورت ہوئی (صفحہ ۱۹۱) بلکہ اسے تو ایک کرایہ پر لی ہوئی عورت شمار کیا جانے لگا۔[2]

۱؎ قانون ساسانی جلد ۱ صفحہ ۳۱، ۲۷

۲؎ فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۹۲

(۲) ــــ ان منافقوں نے "عاریۃ الفرج" کی اصل بھی مجوسی نظام معاشرت سے لی اور اپنی طرف سے اسے اسلام کا نام دے دیا۔ ڈنمارک کی کوپن ہاگن یونیورسٹی کے پروفیسر آرتھر کرسٹین سین ساسانی نظام معاشرت کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

شوہر مجاز تھا کہ اپنی بیوی یا بیویوں میں سے ایک کو خواہ وہ بیاہتا بیوی ہی کیوں نہ ہو کسی دوسرے شخص کو جو انقلاب روزگار سے محتاج ہو گیا ہو اس غرض کے لیے دے دے کہ وہ اس سے کسب معاش کے کام میں مدد لے سکے اس عارضی ازدواج میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ پہلے شوہر کی سمجھی جاتی تھی۔[1]

اس صورت کو جب اسلام میں داخل کرنے کی سازش ہوئی تو اس نے روایات کی شکل یوں اختیار کی :۔

قال سألت ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام عن عاریۃ الفرج قال لا بأس بہ۔[2]

ترجمہ۔ اس نے کہا میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا عاریۃ الفرج کے بارے میں فرمائیے۔ آپ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) ــــ ساسانیوں کے اس معاشرتی نظام میں یہاں تک تھا کہ محرمات کے ساتھ شادی کو مذہبی جواز کی صورت دے دی گئی تھی، اس قسم کی شادی کو "خویذ وگدس" کہتے تھے اوستا میں اس کے لیے "خوئیت و ودثا" کے الفاظ ملتے ہیں، "بگ نسک" اور "ورشتما نسر نسک" میں اس قسم کی شادی کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے، اور کہا ہے کہ ایسی مزاوجت پر خدا کی رحمت کا سایہ پڑتا ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔ مفسرین اوستا میں سے مذہبی بزرجمہر مفسر کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ خویذ وگدس سے کبائر کا کفارہ ہوتا ہے۔ چینی مورخ سیوان سانگ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایرانیوں کے ہاں شادیاں بلا امتیاز ہوتی تھیں تو وہ غالباً اسی رسم کی طرف اشارہ ہے۔

---

[1] ایران بعہد ساسانیاں ص۴۴۲، ۳۴۳ [2] استبصار جلد ۳ ص۱۴۱

اب اس سے فروع کافی جلد ۵ ص ۴۵۲ کی اس روایت کا موازنہ کیجئے :۔

الذی یتزوج المحارم التی ذکر اللہ عزوجل فی کتابہ تحریمہا فی القرآن من الامہات والبنات الیٰ اخر الاٰیۃ کلّ ذٰلک حلال من جہۃ التزویج ...... الخ

ترجمہ: جو شخص محرمات جن کی حرمت خدا نے قرآن میں بیان کی ہے جیسے مائیں، بہنیں وغیرہ ان سے نکاح کرلے تو یہ سب نکاح کی جہت سے حلال ہیں ...... حرام اس جہت سے ہیں کہ اللہ نے انہیں حرام کیا ہے۔

البتہ ذخیرۃ المعاد ص ۹۵ میں "ملف حریر" کی قید ضرور موجود ہے کہ ریشم لپیٹ لیں تو گویا وہ محارم نہیں، ریشم کے ٹکڑے نے بدن سے بدن لگنے نہیں دیا۔

بہرحال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے اس کی اصل اسلام سے پہلے کا مجوسی نظامِ معاشرت ہے اور اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں، یہ عبادت متعہ کبھی بھی کسی اسلامی زمانے میں مشروع نہیں رہی اور نہ ہی اسلام کا نظام اخلاق اس جیسے حیا سوز فعل کی ایک لمحے کے لیے بھی اجازت دے سکتا ہے۔[ا]

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ متعہ ایک لفظ مشترک ہے جسے بعض اوقات تو "نکاح موقت" کے لفظوں میں بولا جاتا ہے جس میں نکاح کے باقی سب وہی قانون ہیں جو نکاح تابیدی میں پائے جاتے ہیں جیسے گواہوں کی موجودگی، اعلان عام، مدت نکاح میں احد الزوجین کی وفات پر وراثت پانا وغیرہ۔ ہاں صرف مدت نکاح معین ہے اور بعض اوقات یہی لفظ متعہ ایسے جنسی رابطے کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ اعلانِ عام، نہ سلسلہ وراثت اور نہ چار میں شمار ہونا وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں اسے زنا کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعہ یعنی "نکاحِ موقت" کے متعلق تو مانا جا سکتا ہے کہ کسی وقت تک اسلام میں جائز رہا۔ لیکن "ایرانی متعہ" کا ایک لمحہ کے لیے "تصور جواز" بھی اسلام کے

[ا] اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی اساس ساسانی روایت پر ہے۔

مرقع اخلاق پر ایک ضرب کاری ہے۔

اسلام کا نظام حیا تو یہاں تک فحاشی کی جڑ کاٹتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ یعنی نکاح موقت کو بھی ہمیشہ کے لیے حرام فرما دیا۔ سیدنا حضرت علی فرماتے ہیں۔

حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم خیبر الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعۃ[1]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام فرما دیا۔

ایرانی سوسائٹی کے اس عیاش طبقے نے جب اس واضح حکم کو اپنی لذت سامانیوں میں مانع دیکھا تو دلیل اور مدلول دونوں پر تاویل کے ہاتھ صاف کیے اور اس حدیث کے متعلق یوں دسیسہ کاری کی۔

ان ھٰذہ الروایۃ وردت مورد التقیۃ۔[2]

ترجمہ: یہ روایت یقیناً تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے۔

ان حضرات نے اپنے لیے راستہ نکالنے کی کوشش تو کی لیکن اس بات پر غور نہ کیا کہ بھلا آنحضرت کو تقیہ کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ اور کن لوگوں سے آپ نے تقیہ کرنا تھا۔ اور اگر آپ بھی تقیہ کرتے تھے تو باقی ذخیرۂ دین کا کیا اعتبار ہے کہ وہ از راہ تقیہ تھا یا از راہ حقیقت۔ کچھ تو یار لوگوں نے سوچا ہوتا کہ "ایں راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است"۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر محمول کرنے والے گدھوں کا گوشت بھی کھاتے ہوں کیونکہ ان کے متعلق اور متعہ کے متعلق ایک ہی اعلان ہے۔ اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو متعہ بھی حرام ٹھہرا اور اگر یہ تقیہ پر مبنی ہے تو گدھے بھی حلال ٹھہرے۔

یہ تو ان لوگوں کا دلیل میں تصرف تھا اور مدلول میں خیانت یہ کی کہ جس متعہ کا ذکر یہاں ہے اس سے ایرانی سوسائٹی کا متعہ مراد لیا ہے۔ حالانکہ جس نکاح متعہ کو یہاں حرام فرمایا گیا اس سے نکاح موقت مراد تھا جس میں وہ تمام شرائط موجود تھیں جو نکاح حقیقی

---

[1] تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ ایران [2] ایضاً

میں پائی جاتی ہیں۔ ہاں شریعت نے اس ایک استثناء یعنی تعیین مدت کو بھی گوارا نہ کیا اور اسے اسلامی نظام معاشرت کے منافی سمجھتے ہوئے صاف صاف لفظوں میں حرام قرار دے دیا لیکن ان حضرات نے اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر اس حکم حرمت متعہ کو تقیہ پر محمول کیا۔ ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے نکاح موقت بجمیع شرائط النکاح مراد لیتے لیکن افسوس صد افسوس کہ خیانت کی انتہا کرتے ہوئے انہوں نے اس سے ایرانی سوسائٹی کا وہ متعہ مراد لے لیا جس میں اور زنا میں ایک عام نگاہ بھی کوئی فرق نہیں کر سکتی۔ ایسا متعہ نہ کبھی حلال ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ بہتان اور کذب و زور اور افتراء ہے کہ زنا کی یہ صورت ابتداء کے اسلام میں رائج تھی اور بعد میں اسے حضرت عمر فاروقؓ نے حرام قرار دیا۔

اسلام میں برائیوں کی تدریجی روک تھام

اسلامیات کے طلبہ جانتے ہیں کہ دعوت اسلام ابتداء میں قوموں اور علاقوں کے فطری تقاضوں کو ساتھ لے کر چلی ہے اور برائیوں کی روک تھام بھی اسلام نے تدریجاً کی ہے۔

مکہ میں صبر و تحمل کی تعلیم تھی اور جہاد کا نام و نشان تک نہ تھا۔ قربانیوں کے اس دور میں مومنین کو اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ یہاں تک کہ اپنے گھر بار سے وہ بھی چل نکلے۔ یہ اپنا سب کچھ چھوڑنے والے مہاجرین کہلاتے اور ان کی مدد کرنے والے انصار ـــ اب یہ قوم مدینہ آ چکی تھی اور مدینہ ان کا مرکز تھا ـــ پھر کہیں جا کر انہیں جہاد کی اجازت دی گئی کہ اب مظلوموں کو اب ظالموں کے سامنے اٹھ جانے بلکہ اس کا حکم بھی دیا گیا۔

مسلمان عورت کی بے پردگی اسلام کے نظام حیا کے خلاف تھی مگر اس کا حکم بھی دیر میں ہوا۔ الغرض اسلام کا فلسفہ عمل برائیوں کی تدریجی روک تھام تھا۔ شراب کی حرمت بھی ایک ہی دفعہ نہ ہوئی۔ اسے پہلے رزق غیر حسن کہا گیا پھر کہیں جا کر اسے کلیۃً حرام ٹھہرایا گیا۔

اسلام میں انتہائی لائق قدغن برائیاں

اسلام میں چھ بنیادی برائیاں ہیں۔ جوا، شراب، غیبت، شہادت زور، چوری اور زنا۔

—— باقی جتنی بھی برائیاں معاشرے میں ہو سکتی ہیں وہ سب ان کی فروع ہیں۔ اسلامی نظام حیات میں ان پر پوری گرفت ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے ان کے خلاف ابتدائی دور میں نہ کوئی اعلان کیا نہ ان پر قدغن لگائی۔ شراب پینا دورِ جاہلیت میں برائی نہ تھی لیکن زنا ان دنوں بھی ایک عیب سمجھا جاتا تھا اور اولادِ زنا اولادِ نکاح کے درجہ میں نہیں سمجھی جاتی تھی۔ سو شراب تو تدریجاً حرام ہوئی مگر زنا اسلامی معاشرہ میں ابتداء سے ہی حرام ٹھہرا۔

اب زنا کے جملہ ذرائع کا سدِ باب ضروری تھا۔ حکم ہوا کہ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ زنا کے قریب جانے کے جتنے بھی مواقع ہو سکتے تھے ان پر تدریجاً قدغن لگائی گئی لیکن خود زنا ایک ہی دفعہ حرام ٹھہرا دیا گیا۔ جنسی بے راہروی کا ایک بڑا سبب جوان مردوں کا ایک لمبے عرصے کے لیے اپنے گھروں سے دور رہنا بھی ہو سکتا تھا۔ دشمنوں سے سرحدی معرکے بعض اوقات مجاہدین کو کئی کئی دن اپنے گھروں سے دور رکھتے۔ خود خیبر کی فتح میں مسلمانوں کے کتنے دن لگے تھے۔

نکاحِ موقت گو اسلام کے نظامِ اخلاق کے خلاف تھا اسے یکسر ختم نہ کیا گیا یہ عورت کے مقامِ احترام کے بھی خلاف تھا تاہم اس سے کچھ وقت تک کے لیے نرمی برتی گئی۔ اس میں اور زنا میں جلی فرق واضح تھا۔ مگر اسلام انسان کا شرف انسانی اس سے اونچا رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے گھر سے لمبے سفروں اور طویل جنگوں میں تو اسے جائز رکھا گیا لیکن عام گھریلو زندگی میں اور روزمرہ کے احوال میں مکہ مکرمہ سے ہی یہ تعلیم چلی آ رہی ہے۔

والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ فمن ابتغی وراء ذٰلک فاولٰئک ھم العادون۔ (پ ١٨ المومنون آیت ٥ تا ٧)

ترجمہ۔ وہ مومن فلاح پا گئے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ماسوائے اپنی بیویوں کے اور ملک یمین باندیوں کے۔ سو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ جو ان کے سوا کوئی اور راہ ڈھونڈے تو وہ بے شک زیادتی کرنے والے ہیں۔

اسلام کا عام قانون اخلاق یہی تھا۔ مگر جوانوں کو ابتداء میں زنا سے بچانے کے لیے لمبے سفروں اور جنگوں میں نکاح موقت کی اجازت دینی ضروری تھی۔ تاکہ وہ کسی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ اجازت اس وقت ختم ہو جاتی جب جنگ سے واپسی ہو جاتی پھر دوسری جنگ میں اس کا موقع انہیں اسی اصول کے مطابق ملتا کہ ایسے حالات میں وہ پھر نکاح موقت کر سکیں اور پھر وہ ایسا کر لیتے اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلی جنگ میں اس کا ختم ہونا اس کا نسخ تھا اور اب دوسری جنگ میں پھر اس نسخ کا نسخ ہوا۔ پھر عمل ہوا اور پھر اس کا نسخ ہوا۔ یہ بات باور کرنے کے لائق نہیں۔

افطار کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ہر روزے کی انتہا پر ہوتی ہے وہ ایک مدت صوم کا افطار ہے اور دوسرا عید کے دن کا افطار ہے صوموا لرؤیته الهلال وافطروا لرؤیه میں اسی افطار کا بیان ہے۔ یہ دوسری افطار ہے کہ اب روزوں کے دن گئے مدت جنگ ختم ہونے پر متعہ کا حرام ہونا اور پھر کسی وقت کلیۃً اس کا حرام ہو جانا ان دو میں ہرگز کوئی تعارض نہیں ہے۔

ابتداء میں خاص حالات میں اس نکاح موقت کی اجازت تھی اور یہ بیوی ازواج میں اور چار کی تعداد میں برابر شامل سمجھی جاتی تھی۔ ہاں اسلام نے کچھ عرصہ بعد اسے اس نکاح موقت کو کلیۃً حرام ٹھہرایا اور پھر ان خاص حالات میں بھی اس کی اجازت نہ رہی ——— پھر مسلمان حکمرانوں نے یہ پالیسی بنائی کہ فوجی لوگ سرحدوں پر چار ماہ سے زیادہ کے لیے پابند نہ رکھے جائیں انہیں گھر جانے کے مواقع آسانی سے مہیا کیے جاتے رہیں۔

نکاح موقت میں عورت صرف جنسی تقاضے کے لیے نہ ہوتی تھی۔ خاوند کے مال وسامان کی دیکھ بھال اور کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی وہ کرتی تھی۔ اس میں بے حیائی کا کوئی پہلو سامنے نہ تھا۔ ترمذی شریف میں ہے:۔

فیتزوج المرأۃ بقدر مایری انه یقیم فتحفظ له متاعه وتصلح له شیئا۔[1]

ترجمہ۔ وہ کسی عورت سے اس اندازے پر شادی کر لیتا جتنا عرصہ اسے وہاں

---

[1] جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۳

رہتا ہے وہ اس کے لیے اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانا وغیرہ بناتی۔

مگر چونکہ عورت سے یہ تمتع (فائدہ اٹھانا) عارضی تھا۔ اس لیے اسے متعہ النساء بھی کہا گیا ہے۔ تاہم اس کا ایران کے اس متعہ سے کوئی تعلق نہیں جو وہاں اسلام سے پہلے ساسانی دور میں جاری تھا ــــ صرف ایران نہیں ایران سے آگے ہندوستان میں وہاں بھی زمانہ قبل از اسلام میں بلکہ رامائن کے زمانہ میں جنسی تقاضے پورے کرنے کے اس قسم کے بہت سے کام ہوتے تھے ــــ یہ اسلام ہے جس نے ان تمام معاشرتی برائیوں کا سدباب کیا۔ اور پوری اولاد آدم کو شرف انسانی بخشا۔

ہندوؤں میں جنسی تقاضے کا عارضی ردعمل

آپ ہندوؤں کے چار ویدوں کے نام سے ناآشنا نہیں ہوں گے۔ رگ وید ــــ سام وید ــــ یجر وید ــــ اتھروید۔ ان میں رگ وید میں متعہ اور بیوہ کا نکاح دونوں جائز سمجھے گئے ہیں۔ اولاد نہ ہو تو اس کے لیے یہ لوگ نیوگ کراتے تھے ــــ مستقل بیوی نہ ملے تو متعہ کرتے تھے۔

یہاں مستقل بیوی کا لفظ مشترک بیوی کے مقابل ہے۔ ویدک زمانے میں ایک عورت کو اجازت تھی کہ بیک وقت کئی کئی شوہروں کی بیوی ہو سکتی ہے بعض اوقات چار بھائی ایک ہی بی بی پر بس کرتے تھے شیعوں نے متعہ کا تصور ہندوؤں سے لیا ہے۔

اگر ان کا متعہ وہی متعہ النساء ہے جو ابتداء میں جنگوں کے حالات میں نکاح موقت کے طور پر جاری تھا۔ تو بتایئے کہ وہاں بھی کیا کبھی کوئی عورت کئی کئی مردوں کا تختۂ مشق بنی؟ نہیں تو پھر ہندوستانی متعہ یا ایرانی متعہ کو اس متعہ سے کیا نسبت۔ جو ابتداء میں طویل سفروں کے حالات میں عرب میں نکاح موقت کے نام سے کبھی ہوتا رہا۔

مسٹر الیف ایم اپنے مقدمہ تفسیر القرآن میں قرابت کے عنوان سے لکھتا ہے:

ویدک زمانے میں کثیر الازواجی ہی نہیں بلکہ ایک عورت کو بھی ایک ہی

حالت میں کئی کئی شوہروں کے کرنے کی اجازت تھی۔ چار سگے بھائی ایک ہی بی بی پر بس کرتے تھے ...... کہتے ہیں رگ وید میں متعہ بھی جائز تھا اور بیوہ کا نکاح بھی۔[1]

اور پھر آگے جا کر لکھتا ہے۔

ایرانی معاشرت ہندوستان سے بھی کئی درجہ آگے بڑھ گئی تھی۔ ہندوستان میں تو صرف اس قدر تھا کہ چار بھائی ایک ہی عورت سے شادی کر سکتے تھے ...... مگر ایران میں صلبی تعلقات رشتوں پر بھی مٹی پڑ گئی تھی۔ سگی بہن بیٹی اور بعض اوقات ماں بھی بی بی بنائی جاتی ...... ایران میں اس قبیح رسم کو کوئی عیب نہیں گنا جاتا تھا اور چونکہ عام طور پہ رائج تھی اس لئے یہ کوئی عیب بھی نہیں رہی تھی۔[2]

شیعہ اسی ایرانی تہذیب اور اسی مجوسی دین کے وارث ہیں۔ یہ لوگ گو اپنے آپ کو مسلمان کہتے مگر ان کی امتیازی روایتیں سب عجمی تھیں۔ متعہ بھی انہی صدموں میں سے ایک ہے جو مسلمان کو شیعیت کے آئینہ میں دیکھنا پڑا۔

جنسی خواہشات کی تکمیل میں جب انہیں متعہ سے سیری نہ ہوئی تو پھر انہوں نے اسے عبادت کا نام دیا اور اس کے فضائل اور برکات میں وہ روایات گھڑیں کہ انسانی شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔

ان کا ایک فرقہ سمیعہ نام کا ہے وہ جنسی تسکین کے لیے مردانہ متعہ کو بھی جائز رکھتا ہے لیکن بڑی عمر کے مردوں سے نہیں، امردوں سے جن کی مسیں ابھی پھوٹی نہ ہوں ——

اثنا عشریوں کا مشہور مؤرخ ابو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی جو تیسری صدی کے آخر میں گزرا ہے فرق الشیعہ میں لکھتا ہے۔

مرکز انتشارات علمی میراث ایران نے اس کتاب کو ایران سے بڑی آب و تاب سے شائع کیا ہے۔ نوبختی لکھتا ہے۔

---

[1] مقدمہ تفسیر الفرقان ص ۲۰۶ [2] الفنا ص ۲۰۷

وہمبستر شدن با نزدیکان و خویشاں را از زناں و امرداں جائز دانند و دریں بارہ سخن خداوند را کہ فرمود او یزوجہم ذکرانا و اناثا (پ شوریٰ) تاویل کردہ گواہ خود آوردند۔ ؎

ترجمہ۔ اپنے ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کی عورتوں اور ان کے لونڈوں سے ہم بستر ہونا جائز سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیت (اور وہ انہیں مردوں اور عورتوں سے تزویج دیتا ہے) سے استدلال کرتے ہیں اور اسے اپنا گواہ ٹھہراتے ہیں کہ مردوں سے بھی تزویج ہو سکتی ہے

متعہ مردانہ کے جواز کا تقاضا تھا کہ اب یہ اس عمل کو اپنی عورتوں سے بھی جائز رکھیں اور جب عورتوں سے انہوں نے یہ کارکردگی جائز رکھی تو اب کون سا قانون یا اخلاقی ضابطہ ہو سکتا ہے، جو انہیں عمل قوم لوط سے باز رکھے۔

نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے یہ عمل کرنے کو قرآن کے نام سے جواز بخشا ـــ قرآن میں کہا گیا تھا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں، تم ان کے پاس جدھر سے چاہو آؤ ـــ اسے انہوں نے اپنے حق میں سند جواز سمجھ لیا اور یہ نہ سوچا کہ اگر تم اپنی بیویوں سے یہی فعل کرو تو کیا اس صورت میں بھی وہ کھیتیاں رہیں گی اور کیا اس طریق سے کوئی پیدائش ممکن ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ایسا کام کرنے والوں کو اسی بات کی طرف توجہ دلائی تھی۔

أئنكم لتأتون الرجال وتقطعون السبيل (پ۲۰ العنکبوت)

ترجمہ۔ تم آتے ہو مردوں پر اور قطع کرتے ہو راہ نسل انسانی چلنے کی۔

اب وہ روایات لیجئے جو شیعوں نے اپنے اس فعل بد کے لیے وضع کر رکھی ہیں اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ انہوں نے یہ روایات ائمہ اہلبیت کے ناموں سے بنائی ہیں۔ اس سے زیادہ اہلبیت سے بدخواہی اور کیا ہوگی؟

یہ آپ سوچیں ـــ ان کے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؒ سے یہ مسئلہ پوچھا

؎ ترجمہ فارسی فرق الشیعہ صـ۱۲۳

گیا تو آپ نے فرمایا:-

عن اتیان النساء فی اعجازھن؟ قال لا بأس ثم تلا ھٰذہ الآیۃ نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم.[1]

ترجمہ: عورتوں کے پیچھے صحبت کرنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں. قرآن کریم میں ہے تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں، تم آؤ کھیتوں پر جیسے چاہو.

شیعہ کی جس قدیم تفسیر سے یہ حوالہ لیا گیا ہے اس کا نام تفسیر عیاشی ہے. اس سے بڑھ کر ان حضرات کی عیاشی کیا ہو گی کہ آگے پیچھے تک میں فرق نہ کریں.

ہاں اثنا عشریوں نے یہ شرط ضرور لگائی ہے کہ ایسا تب کر سکتے ہیں کہ عورت اس سے راضی ہو (یعنی وہ اس کی عادی ہو ورنہ راضی کیسے ہوگی)،[2]

امام رضا سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے عجیب استدلال فرمایا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے ان بدکاروں کو اس عمل سے روکا تھا تو اس کے بدلے انہوں نے انہیں اپنی بیٹیاں پیش کی تھیں اور یہ بات انہیں معلوم تھی کہ یہ فطری راہ کے عادی نہیں، تو اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر وقت نے عورتوں سے اس فعل کو جائز قرار دیا — استغفر اللہ العظیم.

سألت ابا الحسن الرضا عن اتیان الرجل المرأۃ من خلفھا فقال احلتھا ایۃ من کتاب اللہ قول لوط ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم. ولقد علم انھم لا یریدون الفرج.[3]

ترجمہ: میں نے امام رضا سے پوچھا کہ کیا آدمی عورت کے پیچھے سے آ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے قرآن کی ایک آیت نے حلال قرار دیا ہے وہ لوط علیہ السلام کی یہ بات ہے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں جو وہ پاک حالت میں ہیں۔ لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ ان کے آگے سے آئیں گے. (استغفر اللہ)

---

[1] تفسیر نور الثقلین جلد ۱ ص ۲۱۷ [2] دیکھئے تہذیب الاحکام جلد ۷ ص ۴۱۴ طبع جدید [3] وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۰۳

پھر یہ روایت بھی پڑھ لیجیے کس طرح اس خلاف فطرت فعل کو جائز کیا گیا ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا اتی الرجل المرأۃ فی دبرھا فلم ینزل فلا غسل علیھما وان انزل فعلیہ الغسل ولا غسل علیھا۔[1]

ترجمہ۔ ایک شخص کسی عورت کے پاس خلاف وضع فطرت آئے اور انزال نہ ہو تو دونوں پر غسل نہیں آتا۔ اور اگر انزال ہو تو عورت پر غسل نہیں۔

امام جعفر صادقؒ کے نام سے ایسی فحش باتیں لکھتے قلم لرزتا ہے۔ ان پاک طینت حضرات نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ اثنا عشریوں نے خود ہی فقہ جعفری کے نام سے ایسا مذہب مرتب کیا ہے۔ غور کریں اگر یہ فعل قبیح عورتوں سے ہو سکتا ہے تو لڑکوں سے اس عمل کیسے خلاف فطرت کہا جا سکے گا بجز اس کے کہ عورت نکاح میں ہے اور لڑکا نکاح میں نہیں۔ یہ قباحت وہ ہے جو نکاح سے آئی لیکن نفس فعل میں کوئی قباحت نہ رہے گی۔ پھر ہمیں یورپ کے اس تاریک معاشرے پر انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں جو مرد کے مرد سے شادی کرنے کو سند جواز دیتا ہے۔ روزنامہ جنگ لندن کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں:۔

لندن میں پندرہ ہم جنس پرستوں نے آپس میں شادی کرلی۔ رپورٹ کے مطابق یہ پندرہ جوڑے میٹروپولیٹن چرچ میں جمع ہوئے جہاں امریکہ کے ایک نامور پادری فادر برنارڈ لینچ اور ریورنڈ جین ویلئٹ نے انہیں رشتہ ازدواج میں باندھا۔[2]

جب ہم نے اس پر انگلی اٹھائی تو ان کے لوگ فقہ جعفری کی کتابوں اور اثنا عشری تفسیروں کا ایک طومار لے کر پہنچ گئے۔ مجبوراً ہمیں انگلی نیچی کرنی پڑی۔

ڈنمارک کی حکومت کا فیصلہ

روزنامہ جنگ لندن کی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو۔ روزنامہ جنگ نے یہ خبر

---

[1] ...
[2] روزنامہ جنگ لندن ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء

لندن ٹائمز کے حوالے سے شائع کی ہے۔

ڈنمارک کی حکومت نے لواطت پرستوں کی شادی کو سرکاری تحفظ دینے کا اعلان کیا ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اس تحفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو مردوں نے آپس میں شادی رچالی ہے۔ یہ شادی رجسٹرار کے دفتر میں ہوئی۔ جہاں شادی کے سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے اور مزید دس جوڑوں نے اس میں حصہ لیا۔

یورپ کی اس بے راہروی پر ہمیں تعجب نہیں۔ جو قانون غیر الٰہی بنیادوں پر قائم ہوگا، انجام کار وہ غیر انسانی قدروں کی پرورش کرے گا اور اس کی چھاپ پورے پیروؤں پر غیر فطری ہو گی لیکن اس شکایت سے ہمارا کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شیعہ علماء نے کس بے دردی سے اس فعل بد کو عورتوں سے جائز رکھا، صرف اس وجہ سے کہ دونوں نکاح میں منسلک ہیں۔ لیجیے اہل یورپ نے ہم جنس لڑکوں کو بھی شادی کے بندھن میں لا کر اس فعل قبیح کو سندِ جواز دی۔ افسوس شیعہ علماء۔ اس اخلاقی پستی میں گر گئے کہ اب اٹھنا شاید ہی کسی خوش نصیب کو نصیب ہو۔

خلافِ وضعِ فطرت کے خطرناک نتائج

اثنا عشریوں کے اس غلط موقف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بعض حلقوں میں لڑکوں سے بدفعلی کی راہ بھی ہموار ہو گئی۔ کیونکہ یہ عمل دونوں صورتوں میں ایک وضع رکھتا ہے عورت سے ہو یا کسی لڑکے سے ـــــ فرق رہا تو صرف یہ کہ وہاں نکاح ہے اور یہاں لڑکا بے گناہ ہے۔ اس فرق کو ختم کرنے کے لیے ان کے ایک فرقے نے لڑکوں سے نکاح کرنے کی بھی تجویز سامنے رکھی۔ یہ محمد بن نصیر نمیری کے پیرو تھے۔ جو حضرت علیؓ میں خدائی طاقتوں کے مدعی تھے۔ یا علی مدد کہنا ان کے اسی عقیدے کا اظہار تھا۔

ابو عمر الکشی محمد بن نصیر نمیری کے بارے میں لکھتا ہے:۔

ویقول باباحۃ المحارم ویحلل نکاح الرجال بعضھم بعضًا فی ـــــ

ادبار هم ویقول انه من الفاعل والمفعول به احد الشہوات و الطیبات وان اللہ لم یحرم شیأ من ذالک[1]

ترجمہ: یہ محرمات سے نکاح کرنے کو جائز کہتا تھا۔ مردوں کے آپس میں نکاح کر کے پیچھے سے آنے کو جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا اس میں فاعل اور مفعول دونوں کی خواہشات ہیں اور دونوں کے مزے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان دونوں میں سے کسی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔

ایک دن محمد بن نصیر ایک لڑکے کو کمر پہ بٹھائے جا رہا تھا۔ کس لیے؟ حاشیہ نگار لکھتا ہے۔ یرید ان الغلام ینکحہ (وہ چاہتا تھا کہ لڑکا اس سے نکاح کرلے) کسی نے اسے (محمد بن نصیر کو) اس پہ سرزنش کی تو اس نے جواباً کہا:۔

ان ھذا من اللذات وھو من التواضع للہ وترک التجبر۔[1]

ترجمہ: یہ کام کرنے میں بڑی لذت ہے یہ اللہ کی خاطر اپنے آپ کو جھکانا ہے اور اس سے تکبر ختم ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو نیچا کرنے اور تکبر کو ختم کرنے کے لیے یہ خواہش کہ نوجوان لڑکے اس کی پشت پر آئیں اس سے نکاح کریں اس بے حیائی اور خلاف وضع فطرت کا آغاز کس سے ہوا؟ اثنا عشریوں کے اسی عقیدے سے کہ عورتوں سے ایسا کرنا جائز ہے جب عورتوں سے یہ عمل قبیح جائز ہو گا تو اب لڑکوں سے اس عمل کو روکنے کے لیے کیا کوئی صورت ہو سکتی ہے؟

یکے از قوم یہ بے دانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

رفسنجانی نے جب اصولاً یہ نوجوانوں کو متعہ کرنے کی اجازت دی ہے کیا اس سے ان میں مردانہ متعہ کی راہیں نہیں کھلتیں؟ اخلاق اسلامی اور شرف انسانی ابن آدم کا وقار ہیں اور یہی نوع انسان کی اونچی منزل ہیں جب انسان اس سے نیچے گرے تو وہ مردانہ متعہ کے لیے بھی رضا دے دیتا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

---

[1] اختیار معرفۃ الرجال ص۴۲۱ طبع مشہد

عصر حاضر میں متعہ کو سند جواز دینے کے حیلے

بجائے اس کے کہ شیعہ زعماء متعہ کے ان مفاسد کو سمجھتے جنہیں ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں انہوں نے الٹا اسے اصلاح معاشرہ کی ایک سیڑھی بتایا۔ استاذ توفیق الفکیکی نے کتاب

المتعة واثرها فی الاصلاح الاجتماعی

لکھی یہ کتاب موسیٰ جار اللہ ترکستانی کی کتاب الوشیعہ کے جواب میں ہے جسے سید مرتضیٰ رضوی نے قاہرہ سے طبع کرایا ہے۔ اس میں موصوف متعہ کی مجبوری کو یہ دلیل جواب مرحمت کرتے ہیں

ان نفس الانسان امارة بالسوء وخلق الانسان هلوعاً فی الخیر جزوعاً فی الشر لهذا یسر الله وهو اللطیف الخبیر لعباده طرق الخیرات والاعمال الصالحة ولم یعسر علیهم نوال اللذات۔[1]

پاکستان کے مشہور ہفت روزہ تکبیر نے اپنے ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں حاصل مطالعہ کے عنوان سے متعہ پر ایک نہایت دلآویز بحث کی تھی جو مسلسل چار قسطوں میں چھپی تھی۔ اثنا عشریوں کے علی اکبر شاہ نے اس کا نہایت ناتمام جواب لکھا ہے۔ علی اکبر شاہ نے آخر میں مولانا مودودی کا یہ حوالہ بھی پیش کیا ہے:۔

"ابن عباس اور ان کے ہم خیال صحابہ کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالت اضطرار کی حد تک جا سکتا ہے" ص۶۵

اور آخر میں لکھتا ہے:۔ "اور یہی اکثر علماء اہل التشیع کہتے ہیں"

ہم جواز بحالت اضطرار کے قائل نہیں جو زنا میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی تو اسے اپنی ایک مجبوری ہی سمجھتا ہے۔ اس ایک صورت میں اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو گیا اس سے اس بدکاری کا دروازہ ہر ایک کے لیے نہ کھل جائے گا۔ رہی یہ بات کہ پھر مودودی صاحب نے یہ صورت کیوں تجویز کی جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں یہ مودودی صاحب کا نہ اپنا عقیدہ تھا، نہ عمل۔ انہوں نے شیعہ نوجوانوں کو اپنے قریب کرنے کے لیے یہ بات محض ایک سیاسی رنگ میں کہی تھی اور علماء نے اس کی اسی وقت تردید کر دی تھی۔ اہل حدیث علماء نے

---

[1] المتعة واثرها ص۱۹

"تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث"

کے نام سے ایک کتاب کراچی سے شائع کی۔ اس کا مقدمہ مولانا محمد اسماعیل دگوجرانوالہ نے لکھا تھا۔ اس کے صلا پر لکھا ہے:

معلوم نہیں مودودی صاحب کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اجتہاد و فکر کا پورا سرمایہ میدان تحقیق میں جھونک دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعت مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

سو جب علماء نے مولانا مودودی کے تمام دلائل کو اثبات متعہ کے لیے ناکام قرار دیا تو اب شیعی مؤلف علی اکبر شاہ کا مولانا مودودی کے حوالے سے اسے بحالت اضطرار جائز لکھنا کسی طرح صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا

ایک شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق نے "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں" کے نام سے ایک کتاب لکھا ہے ہم اس کو کچھ اہمیت نہ دیتے اگر ایران کے صدر رفسنجانی برسرعام نوجوانوں کو متعہ کی دعوت نہ دیتے۔ ان دنوں جنسی بے راہروی نوجوانوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اندیشہ ہوا کہ رفسنجانی کا یہ اعلان جلتی پر تیل کا کام دے گیا۔ اس عام ضرورت اور عام مسلم نوجوانوں کو عشق متعہ سے بچانے کے لیے عزیز محترم حافظ محمد اقبال رنگونی نے یہ کتاب لکھ کر اثناعشریوں کے جملہ دلائل تار تار کر دیے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المستفیدین۔

یہ صرف عبدالکریم مشتاق کا ہی جواب نہیں اس میں آیت اللہ توفیق الشکیکی علی اکبر شاہ اور ان کے جملہ مجتہدین لکھنؤ کے اس پر دیئے گئے دلائل کا بھی اجمالی جواب آگیا ہے۔

علماء اہل اسلام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں اس کتاب کی خوب نشر و اشاعت کریں۔ اسے نوجوانوں میں پھیلائیں اور جس نوجوان مسلمان کو بھی کسی شیعہ حلقے میں گھرا پائیں اس تک فوراً یہ کتاب پہنچائیں۔ تاکہ شیعہ جو نوجوانوں کو متعہ کا لالچ دے کر اپنے حلقوں میں کھینچ رہے ہیں وہ اپنے اس پروگرام میں ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ حیاۃ المسلمین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خالد محمود عفا اللہ عنہ حال وارد مانچسٹر

— متعہ —

شیعہ اثنا عشری روایات کی روشنی میں

متعہ کیا ہے؟

متعہ کا لغوی معنی نفع اور فائدہ ہے اور شیعہ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کر کے اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔ اس میں ولی، گواہوں، قاضی اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں، یہ معاملہ صرف عورت اور مرد میں ہی رہے گا اور فراغت کے بعد طلاق کی بھی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ وقت ختم ہونے کے ساتھ وہ عورت بلا طلاق کے آزاد ہو جائے گی۔ گو اسے حمل ہو چکا ہو۔

متعہ کن عورتوں سے ہو سکتا ہے

متعہ تمام غیر محرم عورتوں کے ساتھ کیا جا سکتا ہے خواہ وہ عام عورت ہو یا مشہور زانیہ ہو یا ہاشمی خاندان کی ہو، کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ علامہ خمینی کے نزدیک زانیہ عورت کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے:

یجوز التمتع بالزانیة علیٰ کراھتہ خصوصاً لو کانت من العواھر المشھورات بالزنا وان فعل فلیمنعھا من الفجور[1]

ترجمہ۔ زانیہ عورت کے ساتھ متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ وہ مشہور پیشہ ور زانیہ میں سے ہو، اگر کسی کے ساتھ متعہ کرے تو مرد کو چاہیئے کہ اس کو بدکاری سے منع کرے۔

علامہ خمینی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ زانیہ عورت کے ساتھ بھی متعہ کیا جا سکتا ہے

[1] تحریر الوسیلہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲

اور اگر وہ عورت مشہور زانیہ ہو تو اس سے بھی متعہ جائز ہے۔ مگر مرد کو چاہیئے کہ عورت کو اس زنا کے پیشے سے منع کرے

اسے کہیے بس متعہ کافی ہے ـــ ان دونوں میں فرق کرنا عجیب بات ہے ـــ جو فعل متعہ میں کیا جاتا ہے وہی زنا کی تعریف ہے۔ پھر وہ بے چارہ منع کس کام سے کرے اور کس لیے کرے ـــ خمینی صاحب کو چاہیئے تھا کہ متعہ پر پابندی لگاتے کیونکہ یہی تو زنا ہے اور اسے اسی سے بچنے کی نصیحت کرنا چاہیئے تھی۔

(۲) شیعہ امامیہ کے نزدیک شوہر والی عورتوں کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایسی عورتیں شیعی نہ ہوں بلکہ سنی مسلمانوں کی عورتیں ہوں۔ اسی طرح ہندو اور مجوسی عورتوں کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) شیعہ مجتہدوں سے نقل کرتے ہیں:۔

> ہمارے نزدیک یعنی امامیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ متعہ ذوات البعال یعنی شوہر والی عورتوں کا بھی جائز ہے جب کہ یہ عورتیں ان کی سنی ہوں اس لیے کہ نکاح اہل سنت کا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ پس گویا جو زنیں ان کی (یعنی سنی مسلمانوں کی عورتیں) بے شوہر ہیں اور متعہ بے شوہر والی کا بالاجماع جائز ہے اور متعہ ہندو اور مجوسی عورتوں سے بھی جائز ہے بشرطیکہ زبان اس کی لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ چلے گو اس کے دل میں اس کے معنی سے کچھ نہ ہو۔[1]

حضرت شاہ صاحب محدث دہلویؒ کی اس بات پر یقین نہ آئے تو لیجئے شیعوں کے مشہور شیخ الطائفہ طوسی (۴۶۰ھ) سے سنیئے:۔

> منصور صیقل راوی ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے کہا:۔
>
> لا بأس بالرجل ان یتمتع بالمجوسیة۔[2]
>
> ترجمہ: مجوسیہ عورت کے ساتھ متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۷۶۹ اردو ترجمہ [2] الاستبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۶۲

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

لا بأس ان یتمتع الرجل بالیھودیة والنصرانیة۔[1]

ترجمہ۔ یہودیہ اور نصرانیہ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد بن سنان کہتا ہے :-

سألته عن نکاح الیھودیة والنصرانیة فقال لا بأس به فقلت المجوسیة فقال لا بأس به یعنی متعة۔[2]

ترجمہ۔ میں نے امام سے یہودی اور نصرانی عورتوں سے نکاح متعہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا مومن مجوسی عورت کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

شیخ الطائفہ ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوتے کہتے ہیں کہ ان روایات میں یہودیہ نصرانیہ مجوسیہ کے ساتھ متعہ کے جائز ہونے کا بیان ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مومنہ عفیفہ کے ساتھ متعہ کیا جائے۔ (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۴۴) اس کی روشنی میں زیادہ تر نوجوان متعہ کے لیے شیعہ لڑکیوں کی تلاش کرتے ہیں خصوصاً جوان کے مذہبی پیشواؤں کی جوان اور کنواری ہوں۔

اس سے پتہ چلا کہ شیعوں کے نزدیک سنی عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ابھی شوہر والی ہی نہیں یعنی جب سنی مسلمان کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے شیعہ عقیدے میں وہ نکاح ہی نہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک اہل سنت مسلمان ہی نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں ہندو مجوسی عورتوں تک سے متعہ جائز ہے۔ صرف شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھ لے۔ خواہ دل سے نہ پڑھے۔ اسی طرح انگریز عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ اس حقیقت کے بعد بھی کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ متعہ اور زنا میں فرق ہے؟ اور کیا کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ کہے کہ شیعہ سنی اختلافات صرف مسلکی اور فروعی ہیں؟ اور جو متعہ مسلمانوں سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہیں ہیں؟ ہرگز نہیں۔

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۶۲ [2] ایضاً

متعہ ہاشمی لڑکی سے بھی ہو سکتا ہے

شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کا عمل اس قدر محبوب و مطلوب ہے کہ اس میں ایک عام عورت سے لے کر ہاشمی خاندان تک کی لڑکی کو بے آبرو کر سکتے ہیں۔ اس سے متعہ ہو سکتا ہے یعنی کوئی شخص ہاشمی خاندان کی لڑکی سے بھی گھنٹہ دو گھنٹہ کے لیے قیمت مقرر کر کے صحبت کرنا چاہے تو منع نہیں ہے کھلی اجازت ہے۔ شیعوں کے مشہور مجتہد شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) کہتے ہیں:-

لا باس بالمتعة بهاشمية۔[1]

ترجمہ۔ ہاشمی لڑکی سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

دیکھیے سید خاندان کی عزت و حرمت کو کس طرح کھلے بازار میں بیچا جا رہا ہے۔ اس سے شیعہ امامیہ کو کیا — انہیں صرف یہ چاہیے کہ متعہ جیسا عمل محبوب ہاتھ سے نہ جانا رہے۔ خواہ وہ عام عورت ہو یا زانیہ یا سیدزادی ہو۔ (معاذ اللہ)

متعہ ضروریات دین میں سے ہے

جس طرح خدا اور رسول پر ایمان لانا، کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا، تقدیر و آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ بھی ضروریات دین میں سے ہے یعنی اس کا ماننا ضروری ہوگا۔ ان کے نزدیک متعہ کا انکار کرنے والا کافر ہے شیعوں کے مشہور امام ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) منکر یکے از ضروریات دین تشیع کے تحت لکھتے ہیں:-

پس کسے کہ انکار حلال بودن متعہ کند بیرون از ضروری دین شیعہ است از دین تشیع بدر میرود لہذا وارد شدہ است کہ شیعہ ما نیست کسے کہ متعہ را حلال نداند۔[2]

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص متعہ کے حلال ہونے کو نہ مانے وہ دین پر نہیں

---

[1] تہذیب الاحکام جلد ۲ ص ۱۹۳ [2] حق الیقین ص ۳۲۸ مطبوعہ لکھنؤ

چونکہ متعہ شیعوں کے ضروریات دین میں سے ہے اس لیے ایسا آدمی ان کے ہاں دین تشیع سے خارج ہوگا۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ متعہ ضروریات دین شیعہ میں سے ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ سنی اور شیعہ کے درمیان اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصلی اور بنیادی ہیں۔ بلکہ ملا فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) نے تو متعہ کو نہ ماننے والوں کو صاف کافر اور مرتد کہا ہے۔

ومنکر المتعة کافر مرتد۔[1]

ترجمہ: متعہ کا منکر کافر اور مرتد ہے۔

مشہور شیعی مجتہد شیخ محمد بن حسن الحر العاملی (م ۱۱۰۴ھ) امام جعفر صادقؒ سے نقل کرتا ہے کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو متعہ کو حلال نہ سمجھے۔[2]

علاوہ ازیں اس کا یہ بھی کہنا ہے۔

اباحة المتعة من ضروریات مذهب الامامیة۔[3]

ترجمہ: متعہ کی اباحت شیعہ امامیہ کی ضروریات دین میں سے ہے۔

متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہے

قرآن و حدیث میں بعض اعمال ایسے بتائے گئے ہیں کہ ان کا نہ کرنے والا ناقص الایمان ہے گا لیکن جہاں جہاں آپ پڑھیں گے معلوم ہوگا کہ وہاں ایک خاص نیک عمل کی ترغیب ہے جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام ہے۔ اخلاق و معاشرت اور معاملات کے صحیح ہونے کا بیان ہے مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہوگا یعنی ایک ایسا فعل جو زنا ہی ہے نہ کرے تو اس کا ایمان ہی کامل نہیں۔ شیعوں کے مشہور فقیہ ابوجعفر محمد بن بابویہ القمی (۳۸۱ھ) لکھتا ہے۔

ان المؤمن لا یکمل حتی یتمتع۔[4]

ترجمہ: مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ متعہ نہ کرلے۔

---

[1] تفسیر منہج الصادقین ص ۳۵۶ [2] وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۴۳۸ [3] ایضاً جلد ۷ ص ۴۴۱ [4] من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳

بلکہ متعہ نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید بتائی گئی مشہور مفسر ملا فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) کہتے ہیں کہ:۔

من خروج من الدنیا ولم یتمتع جاء یوم القیامۃ وھو اجدع[1]

ترجمہ۔ جو شخص متعہ نہ کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ ناک کان کٹے ہوئے ہوں گے۔

اسی طرح شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی (۔۴۶۰ھ) نے اپنی کتاب الاستبصار میں متعہ نہ کرنے والوں کو ناقص الایمان اور قیامت کے دن مثلہ شدہ (کٹا ہوا) اٹھنے والا بتایا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کرکے صحبت کرنی ہی چاہیے کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ورنہ قیامت کے دن اس شخص کی حالت انتہائی بُری ہوگی اور اس کا ایمان ناقص رہے گا۔

غور فرمایئے شریعت مطہرہ نے تو زنا سے بچنے کا خاص طور پر حکم دیا تھا بلکہ ایسے تمام اقوال و اعمال سے روکا تھا۔ جو زنا کے قریب لے جاتے ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ایمان ہی خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ مگر شیعہ امامیہ نے اس مسئلہ کو اتنا محبوب رکھا اور اتنی اہمیت دی کہ ایسے شخص کو ناقص الایمان اور مثلہ شدہ قرار دے دیا جو متعہ نہ کرے۔ کیا یہ کھلے طور پر فحاشی کا دروازہ کھولنا نہیں ہے؟

ہم حیران ہیں کہ شیعہ مذہب میں متعہ کرنے کے فضائل کو اس طرح کھلے بندوں بیان کرتے ہیں مگر متعہ کروانے کے لیے وہ کوئی روایت نہیں لکھتے۔ ایسا ہوتا تو نوجوان گھر گھر ان روایات پر مشتمل لٹریچر پھینکتے اور ان پر اپنا دل چھڑکتے۔

متعہ میں وقت کا تعین

شریعت اسلامیہ میں نکاح کو دائمی رکھا گیا ہے عارضی اور وقتی نہیں کہ چند دنوں اور چند گھنٹوں کے لیے نکاح کرے اور پھر الگ کرے۔ یہ چیز عقل و نقل شرافت و نجابت کے قطعاً

---

[1] تفسیر منہج الصادقین ص ۴۹۵

خلاف ہے۔ اس سے خباثتیں بڑھ جاتی ہیں اور پھر نسب میں اختلاط واقع ہونے کا خطرہ ہے جس کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں۔ مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کے لیے وقت کا تعین ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں صرف آدھ گھنٹہ کے لیے متعہ کروں گا تو اس کی بھی اجازت ہوگی۔ لیکن اس آدھ گھنٹہ کا تعین ضروری ہوگا۔ فروع کافی کا مصنف محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے۔

لا تکون متعۃ الا بامرین اجل مسمی و اجر مسمی[1]

ترجمہ: متعہ میں یہ دو چیزیں ضروری ہیں مقررہ وقت اور مقررہ قیمت۔

علامہ خمینی بھی اس تعین وقت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔

متعہ کم سے کم مدت کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن، ایک رات، ایک گھنٹہ یا نصف گھنٹہ کے لیے بھی اجرت دے کر متعہ کیا جا سکتا ہے ایک روایت میں ہے۔

ان سمی الاجل فھو متعۃ وان لم یسم الاجل فھو نکاح بات[2]

ترجمہ: وقت کا تعین کیا جائے تو وہ متعہ ہے اور اگر وقت کا کوئی تعین نہ ہو تو پھر البتہ یہ نکاح ہے (جس سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اور نکاح میں زمین آسمان کا فرق ہے)۔

متعہ میں گواہوں کی ضرورت نہیں

شریعت اسلامیہ میں نکاح کے وقت دو مسلمان بالغ عاقل مردوں کو گواہ بنانا ضروری ہے۔ مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ وہ اس معاملے کے لیے گواہ بھی بناویں اور اعلان بھی کریں۔ نہ گواہوں کی ضرورت نہ اعلان کی۔ نہ قاضی کی۔ شیعوں کے مشہور مفسر ملا فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) لکھتے ہیں۔

---

[1] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۵ [2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۹۲

متعہ کے پانچ ارکان ہیں، مرد، عورت، مہر وقت مقررہ، ایجاب قبول۔[1]
یعنی ایک مرد و عورت ایک وقت مقرر کر کے اور آپس میں ایجاب و قبول کرتے ہوئے رقم طے کر لیں، تو متعہ ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی دوست احباب یا والدین کو بتانے کی ضرورت ہے۔

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) لکھتے ہیں:۔
ولیس فی المتعۃ اشہاد و لا اعلان۔[1]
ترجمہ۔ متعہ میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ اعلان کی۔

بلکہ شیخ الطائفہ طوسی (۴۶۰ھ) نے باب جواز العقد علی المرأۃ متعہ بغیر شہود کا باب باندھا ہے (دیکھئے الاستبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ نجف) اور اس کی وجہ میں امام جعفر کا بیان نقل کیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بغیر گواہوں کے متعہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بغیر گواہوں کے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ معاملہ اللہ کے اور اس کے درمیان ہے۔ لیکن نکاح میں گواہوں کا ہونا بچے کی وجہ سے ضروری ہے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں:۔

وانما جعل الشہود فی تزویج البتۃ من اجل الولد و لو لا ذلک لم یکن بہ بأس۔[2]

اور جب وہ وقت مقررہ ختم ہو جائے تو عورت چلی جائے گی اس میں عورت کو طلاق دینے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ فروع کافی میں ہے:۔

فاذا انقضی الاجل بانت منہ بغیر طلاق۔[3]
ترجمہ۔ جب وقت مقررہ پورا ہو جائے تو یہ عورت بغیر طلاق کے جدا ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے:۔
فاذا جاز الاجل کانت فرقۃ بغیر طلاق۔[3]
ترجمہ۔ جب وقت گزر جائے تو بغیر طلاق کے تفریق ہو جائے گی۔

---

[1] تہذیب الاحکام جلد ۷ صفحہ ۱۸۹ [2] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ [3] ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۵۵

غور کیجئے! متعہ اور زنا میں کیا فرق رہا۔ زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے زنا کے بارے میں بہت احکام اور وعیدیں بیان کی ہیں۔ اگر متعہ اور زنا میں کوئی فرق ہی نہیں تو پھر شریعت زنا پر اتنی کڑی پابندیاں کس لیے عائد کرتی ہے؟ بات واضح ہے کہ اسلام میں متعہ کی ہرگز اجازت نہیں ہے یہ زنا ہے اور اسی لیے اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک غور طلب حکایت

شیعہ محدث امام جعفر صادقؒ سے نقل کرتا ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ اس درمیان حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا:

كيف زنيت فقالت مررت بالبادية فاصابني عطش شديد فاستسقيت اعرابيا فابي ان يسقيني الا ان امكنه من نفسي فلما اجهدني العطش وخفت على نفسي سقاني فامكنته من نفسي فقال امير المؤمنين عليه السلام تزويج ورب الكعبة۔[1]

ترجمہ۔ تُو نے کس طرح زنا کیا؟ اس نے کہا میں ایک جنگل میں جا رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک بدو سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ میں اس شرط پر پانی دوں گا کہ تو میرے ساتھ صحبت کرے۔ جب پیاس نے مجھے بہت مجبور کیا اور مرنے کا خوف ہوا تو میں نے اس کی بات مان لی (یعنی صحبت کی) اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا دامن اس لغو حکایت سے بالکل پاک ہے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح ہے۔ اگر نکاح اسی کا نام ہے تو پھر زنا کس کو کہیں گے اور اگر یہ زنا ہے اور ہے بھی یہی تو پھر متعہ اور زنا میں کیا فرق رہ گیا؟

الحاصل واضح ہوا کہ شیعی روایات میں متعہ کا جو مسئلہ ہے وہ زنا ہی ہے اور قرآن کریم اور

---

[1] فروع کافی جلد ۵ صـ۴۶۷

احادیث پاک میں اس کی شدید وعید اور دنیوی سزا بیان کی جا چکی ہے۔

متعہ کی اُجرت

جس طرح متعہ میں وقت کا تعین ضروری ہے اسی طرح اُجرت کا تعین بھی ضروری ہوگا کیونکہ وہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہوگی کہ کرایہ دینا پڑے گا۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک اسکی اُجرت و قیمت مٹھی بھر گیہوں یا ستو یا کھجور بھی کافی ہے۔ شیعوں کے راوی احول کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا:۔

عن ادنی ما تزوج به المتعة قال كف من بُرٍّ [۱]

ترجمہ۔ کہ متعہ میں کم سے کم قیمت کیا ہے آپ نے فرمایا مٹھی بھر گیہوں۔

شیعوں کا دوسرا راوی ابوبصیر کہتا ہے کہ میں نے بھی پوچھا تو آپ نے کہا:۔

كف من طعام او دقيق او سويق او تمر [۲]

ترجمہ۔ مٹھی بھر طعام یا آٹا یا ستو یا کھجور (بھی کافی ہے)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جائے گا سے نہ نان نفقہ دینے کی فکر، نہ کھلانے پہنانے کی فکر، نہ سکنی یعنی رہائش کی فکر۔ صرف ایک مٹھی بھر کھجور یا گیہوں سے بھی متعہ کا کام چل سکتا ہے کیونکہ یہ بیوی نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے۔ جو ایک مٹھی جو کا بدل ہے۔

کتنی عورتوں سے متعہ ہو سکتا ہے

اسلامی قانون میں ایک مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور اس کے مستقل احکام بیان کیے ہیں۔ بلکن شیعوں کے اس محبوب عمل متعہ میں عورتوں کی کوئی تعداد معین نہیں۔ ایک سے لے کر ایک ہزار تک سے متعہ کیا جا سکتا ہے۔

شیعوں کی مشہور کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے پوچھا گیا:۔

---

[۱] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۷ [۲] تہذیب الاحکام جلد ۷ صفحہ ۱۸۹

اھی من الاربع فقال تزوج منھن الفاً فانھن مستأجرات۔[1]

ترجمہ: کیا زنِ متعہ چار میں سے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ (نہیں) ہزار سے کر لو، (کوئی حرج نہیں) کیونکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

لیست من الاربع انما ھی اجارۃ۔[2]

ترجمہ: یہ چار میں سے نہیں بلکہ یہ تو کرایہ کی چیز ہے۔

امام باقر کی جانب منسوب یہ قول پیش کرتے ہیں:۔

لیست من الاربع لانھا لا تطلق ولا ترث وانما ھی مستاجرۃ۔[3]

ترجمہ: یہ چار عورتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ طلاق پاتی ہے نہ وارث بنتی ہے بلکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

فروع کافی ابواب المتعہ میں ہے:۔

صاحب الاربع النسوۃ یتزوج منھن ماشاء بغیر ولی ولا شھود فاذا انقضی الاجل بانت منہ بغیر طلاق ویعطیھا الشئ الیسیر۔[4]

ترجمہ: چار بیویاں رکھنے والا شوہر (بھی) متعہ والی عورتوں میں سے جس کے ساتھ چاہے بغیر ولی اور گواہوں کے عقد کرے۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تو یہ عورت بلا طلاق کے جدا ہو جائے گی (ہاں) مرد اسے کچھ پیسے دے دے۔

امام ابوالحسن (یعنی امام رضا) سے پوچھا گیا:۔

اھی من الاربع فقال لا ولا من السبعین انما ھی مستاجرۃ۔[5]

ترجمہ: کیا زنِ متعہ چار عورتوں میں سے ہے فرمایا نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ستر میں سے بھی نہیں۔ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

---

[1] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۲، الاستبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۷ [2] تفسیر نور الثقلین جلد ۱ صفحہ ۴۷۱ [3] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۱، استبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۷ [4] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۱، وسائل الشیعہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۴۶ [5] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۱، استبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۷

زیاد بن امین نے امام سے پوچھا کہ کتنی عورتوں سے متعہ ہو سکتا ہے۔

قال کم شئت [1]

ترجمہ۔ فرمایا جتنا چاہے متعہ کرتا جائے۔

مذکورہ بالا شیعی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص چار بیویاں رکھنے کے باوجود ہزار عورتوں سے متعہ کر سکتا ہے۔ اس میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے۔ جب وقت ختم ہو جائے ہو جائے تو عورت چلی جائے گی۔ نہ طلاق دینے کی ضرورت ہو گی، نہ گواہوں کی یہ عورت وراثت کی بھی حقدار نہیں اور یہاں مسئلہ باندیوں کا بھی نہیں ہے بلکہ شیعی روایات نے لا من السبعین کہہ کر اس کی بھی صراحتہ تردید فرمادی ہے اور بتلادیا کہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہے یعنی وقت اور کرایہ دے کر جس طرح مکان لیا جاتا ہے بس اسی طرح ایک عورت کے ساتھ وقت اور کرایہ طے کر لو اس کے بعد جتنی مرضی ہو لڑکیاں اپناتے رہو کوئی قید نہیں ہے۔

غور فرمائیے متعہ اور زنا میں اب بھی کوئی فرق باقی رہا؟ کیا زانیہ عورت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات ہی طے نہیں ہوتے؟ کیا زانیہ عورت کو ایک بیوی کے حقوق حاصل ہوتے ہیں کیا اس کے لیے گواہوں، ولی، اعلان کی ضرورت ہوتی ہے؟ نہیں — اور متعہ میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ اب بتلائیے متعہ اور زنا میں کیا فرق باقی رہا۔

کتنے مرد ایک عورت سے متعہ کر سکتے ہیں

شریعت مطہرہ میں ایک عورت (اگر غیر شادی شدہ ہے) اس قسم کے قبیح افعال میں ملوث پائی جائے تو اس پر کوڑوں کی سزا نافذ کی جائے گی اور اگر شادی شدہ ہو تو پھر اس کی سزا رجم یعنی سنگساری ہے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے متعہ کے تعلقات قائم کرے۔

لیکن شیعوں کے نزدیک ایک ہی عورت کئی مردوں سے تعلقات قائم کرے تو بھی کوئی قباحت نہیں اور نہ اس طرح کے عمل کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ شیعوں کے نزدیک

---

[1] فروع کافی جلد ۵ ص۴۵۱ استبصار جلد ۳ ص۱۴۳

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد تعلق قائم کر سکتے ہیں اسے متعہ دوریہ کہتے ہیں مشہور مجتہد قاضی نوراللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں:۔

واما ما نسبوا فلان نسبه الی اصحابنا من انهم جوزوا ان یجتمع الرجال المتعددون لیلاً واحدۃ من امرأۃ سواء کانت من ذوات الاقراء ام لا۔ فنسبتها خان فی بعض قیوده و ذلک ان الاصحاب قد خصوا ذلک بالآئسة لا بغیرها من ذوات الاقراء[1]

ترجمہ: جن لوگوں نے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ (شیعوں کے نزدیک) بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے متعہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو، انہوں نے ہماری بعض قیود کو ترک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس (عمل) کو اس عورت کے ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوستری صاحب اس بات کا اعتراف کر گئے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو (یعنی جس کو حیض آتا ہو)، اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندازہ فرمایئے! کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کوئی عمل ہو گا کہ ایک ہی رات میں ایک ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس جاتی رہے اور مباشرت کرے۔ کیا یہ زنا نہیں ہے؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور عقل ماری جا چکی ہو۔

---

[1] مصائب النواصب

ایک ہی عورت سے بار بار متعہ ہو سکتا ہے

شریعت اسلامیہ میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو دوبارہ حلالہ کے بغیر اس سے نکاح نہیں ہوگا اور طلاق دینے کے بعد اس سے تعلق قائم کرتا ہے تو یہ خالص زنا ہوگا وہ خدا کے عذاب کا مستحق اور اسلامی قانون میں دنیوی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک اس مسئلے میں کوئی قانون نہیں ہے۔ متعہ کی عام اجازت ہے۔ ایک عورت سے متعہ کر لے کے بعد دوسرا اس سے متعہ کر لے تو پھر بھی وہ پہلا شخص اس سے متعہ کر سکتا ہے شیعوں کے مشہور راوی زرارہ سے مروی ہے۔ کہ اس نے امام باقر سے پوچھا کہ :-

الرجل يتزوج المتعة وينقضى شرطها ثم يتزوجها رجل أخر حتى بانت منه ثلاثًا وتزوجت ثلاثة ازواج يحل للاول ان يتزوجها۔[1]

ترجمہ۔ ایک شخص کسی عورت سے متعہ کرے اور شرط مدت ختم ہو جائے پھر دوسرا شخص اس عورت سے متعہ کرے جب وہ اس سے جدا ہو جائے تو اب تیسرا متعہ کرے اور اس سے الگ ہو۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا اور اس نے یکے بعد دیگرے تین مردوں سے متعہ کیا۔ کیا اب بھی پہلے کے لیے یہ حلال رہے گی؟

زرارہ کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا :-

نعم كم شاء ھذہ ليس مثل الحرة ھذہ مستاجرة وھى بمنزلة الاماء۔[1]

ترجمہ۔ ہاں جتنی دفعہ چاہے کر سکتا ہے یہ (متعہ والی عورت) آزاد عورتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے اور باندیوں کے قائم مقام ہے۔

---

[1] فروع کافی ابواب المتعہ جلد ۵ صفحہ ۴۶

اللہ تعالیٰ نے جس مرد کو عقل سلیم سے نوازا ہو کیا وہ اس لغو حرکت کو پسند کر سکتا ہے. یہ عمل کتنا قبیح ہے کہ ایک عورت کبھی اس کے پاس جاتی ہے اور کبھی اس کے پاس. اس کا وقت ختم ہو جائے تو پیسے لے کر باہر. دوسرے کا وقت شروع ہو جائے تو پیسے لے کر اندر اس کے پاس. کیا کوئی باحیا شخص اپنی بہن بیٹی اور رشتہ دار لڑکیوں کے بارے میں یہ تصور کر سکتا ہے. ہمارا خیال ہے کہ کوئی غیرت مند مرد اس کو قبول نہ کرے گا. ہاں جس میں شرم و حیا نہ رہے اس کے لیے یہی ہے کہ شیعہ بن جائے اور یہ سب کچھ کرے.

اذا فاتک الحیا فافعل ما شئت   بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

متعہ کے فضائل

شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کے اس قدر فضائل و فوائد ہیں کہ ان کی انتہا نہیں. اتنے فضائل نہ نماز کے، نہ زکوٰۃ کے، نہ روزہ کے، نہ حج کے اور نہ ہی کسی اور عمل کے بس متعہ ہی ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے والے کو کسی اور نیک عمل کی ضرورت ہی نہیں رہتی بس متعہ کر لو اور پیغمبروں کے ساتھ ہو جاؤ. (العیاذ باللہ تعالیٰ)

متعہ کے چند فضائل ملاحظہ فرمائیں.

(۱) ملا فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) لکھتا ہے۔

من تمتع مرۃ امن سخط اللہ الجبار ومن تمتع مرتین حشر مع الابرار ومن تمتع ثلاث مرات صاحبنی فی الجنان۔[1]

ترجمہ. جس شخص نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ خدا کے غضب سے نجات پا گیا اور جو شخص دو مرتبہ متعہ کرے اس کا حشر ابرار (یعنی پاک اور نیک لوگوں کے ساتھ ہو گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گا.

اس عبارت میں متعہ کرنے والے کو خدا کے غضب سے امن، پاک لوگوں کی رفاقت

---

[1] تفسیر منہج الصادقین ص ۴۵۶

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔
آیئے اب دیکھیں دوزخ سے نجات کیسے ملے گی:۔

(۲) من تمتع مرة واحدة عتق ثلثاه من النار ومن تمتع مرتين عتق ثلثاه من النار ومن تمتع ثلث مرات عتق كله من النار[۱]

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کے بدن کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور جس نے دو مرتبہ کیا اس کے دو ثلث اور جس نے تین مرتبہ کیا اس کا تمام بدن جہنم کی آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

آیئے یہ بھی دیکھیں کہ متعہ کرنے والوں کو کون سا مقام و مرتبہ ملتا ہے:۔

(۳) من تمتع مرة كان درجة كدرجة الحسين عليه السلام ومن تمتع مرتين فدرجة كدرجة الحسن عليه السلام ومن تمتع ثلث مرات كان درجة كدرجة علي بن ابي طالب عليه السلام ومن تمتع اربع مرات فدرجه كدرجتي۔[۲]

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسین کے درجہ کے برابر ہوگا اور جس نے دو مرتبہ کیا وہ حضرت حسن کا درجہ پائے گا اور جس نے تین مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت علی بن ابی طالب کے درجہ کا ہوگا اور جس نے چار مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کے برابر ہوگا۔

اسلامی عقیدے میں بڑے سے بڑا عالم و متقی، ولی و غوث بھی ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو نہیں پا سکتا چہ جائیکہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک پہنچ جائے۔ مگر شیعہ عقیدے میں اس قدر قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والا نہ صرف اہلبیت کے ائمہ کا درجہ پاتا ہے۔ بلکہ "نقل کفر، کفر نباشد"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بھی پا جاتا ہے۔
(استغفر اللہ العظیم)

(۴) شیعوں کے مشہور مجتہد سید ابو القاسم والد علامہ سید علی حائری (ر ھ) کا کہنا ہے:۔

---

[۱] تفسیر منہج الصادقین ص ۳۵۶ [۲] ایضاً۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ما من رجل تمتع ثم اغتسل الا خلق اللہ من کل قطرۃ تقطر منہ سبعین ملکا یستغفرون لہ الی یوم القیامۃ۔[1]

ترجمہ: امام صادق نے کہا کہ جو شخص متعہ کرے اور اس کے بعد غسل کرے تو اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر ہر قطرے سے ستر فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس متعہ کرنے والے شخص کے لیے قیامت تک مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔

شیخ عباس القمی شیعی (۱۳۵۹ھ) نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فرشتے:-

ولعنت می کنند اجتناب کنندہ ازاں را۔[2]

متعہ سے اجتناب کرنے والے پر (قیامت تک) لعنت کرتے رہتے ہیں۔

شیخ محمد بن حسن الحر العاملی (۱۱۰۴ھ) نے وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۲ پر یہ مکمل روایت بیان کی ہے۔

⑤ شیعوں کا مشہور مفسر ملا فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) اور مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) متعہ کی بے پایاں فضیلت اور بے انتہا اجر و ثواب کو بیان کرتے ہوئے یہ حدیث (معاذ اللہ) نقل کرتا ہے کہ:-

حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک تحفہ لائے اور وہ تحفہ عورتوں کے ساتھ متعہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو ایسا تحفہ نہیں دیا۔ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو میرے لیے خاص کیا ہے تمام انبیاء و سابقین پر جس شخص نے اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کیا وہ جنتیوں میں سے ہوگا اور جب متعہ کرنے والا مرد اور عورت متعہ کے ارادہ سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک وہ فارغ ہو کر الگ نہیں ہو جاتے ان کی حفاظت کرتا ہے ان دونوں کا

---

[1] برہان المتعہ ص ۵۰ مطبوعہ امپریل پریس لاہور [2] منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۳۴۸

آپس میں بات چیت کرنا ذکر اور تسبیح کا درجہ رکھتا ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامتے ہیں تو ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں اور جب دونوں ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر ہر بوسہ کے بدلے انہیں حج اور عمرہ کا ثواب دیتے ہیں اور جس وقت وہ مباشرت میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک ایک لذت اور شہوت پر پہاڑوں کے برابر ثواب دیتے ہیں اور جب وہ غسل کرتے ہیں تو غسل کے وقت جو قطرے ان کے بدن کے بالوں سے گرتے ہیں ہر ہر قطرہ پر دس ثواب دیتا ہے دس گناہ معاف کرتا ہے اور (ان کے) دس درجہ (یعنی مرتبہ) بلند کیا جاتا ہے (راویانِ حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیث سن کر امیر المومنین علی بن ابی طالب نے کہا کہ اے ختمی مرتبت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں (حضور یہ بھی بتا دیجئے کہ) جو شخص اس نیک کام میں سعی کرے اس کے لیے کیا اجر و ثواب ہے. آپ نے فرمایا کہ جس وقت فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے اور اس کا ثواب ان دونوں کو (یعنی متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو) ملتا ہے۔[1]

جس شخص میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا اور عقل سلیم ہوگی. حیاء و شرم کا مادہ ہوگا وہ اس مذکورہ روایت کے متعلق یہی کہے گا کہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ان تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے یہ روایات شیعہ لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا۔ (الکہف)

ترجمہ: بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل (ہی) جھوٹ بکتے ہیں۔

(۲) ملا باقر مجلسی نے اس رسالے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

---

[1] تفسیر منہج الصادقین صفحہ ۳۵۶ و عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ از ملا باقر مجلسی صفحہ ۱۴ مطبوعہ لاہور

حضرت سید عالم نے فرمایا جس نے زنِ مومنہ سے متعہ کیا اس نے ستر مرتبہ خانۂ کعبہ
کی زیارت کی۔[1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص ایک مرتبہ متعہ کرے تو وہ اتنا درجہ پا جاتا ہے کہ گویا
اس نے خانۂ کعبہ کی ستر مرتبہ زیارت کرلی (العیاذ باللہ) بشرطیکہ لڑکی شیعہ ہو۔

(۷) اسی رسالے میں اور بھی بے شمار فضائل درج کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

جس نے اس کارِ خیر میں زیادتی کی ہو گی پروردگار اس کے مدارج اعلیٰ کرے
گا۔ یہ لوگ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے۔ ان کے ساتھ ساتھ ستر صفیں
ملائکہ کی ہوں گی۔ دیکھنے والے کہیں گے یہ ملائک مقرب ہیں یا انبیاء و رسل؟
فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنتِ پیغمبر کی اجابت (یعنی عمل)
کی ہے اور وہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے..... اے علی برادر
مومن کے لیے جو سعی کرے گا اس کو بھی انہی کی طرح ثواب ملے گا۔[2]

(۸) شیعوں کی مشہور کتاب تحفۃ العوام میں ہے :۔

جو شخص عمر میں ایک مرتبہ متعہ کرے وہ اہلِ بہشت میں سے ہے اور دوسری
حدیث میں ہے کہ متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو عذاب نہ کیا جائے گا۔[3]

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ یا کسی اور قسم کے نیک اعمال کرنے کی
ہرگز ضرورت نہیں۔ ساری عمر متعہ میں ہی گزار دی جائے تو اس کے مقام و مرتبہ کا بس پوچھنا ہی
کیا۔ اس لیے کہ مذکورہ روایت میں اس متعہ کے عمل میں زیادتی کو محبوب سمجھا گیا ہے اگر زیادہ نہ بھی
تو کم از کم ایک مرتبہ ہی سہی۔ نہ قبر کے عذاب کی فکر نہ آخرت کی ہولناکیوں سے خطرہ۔ نہ دوزخ میں جانے
کا ڈر۔ بس سیدھے جنت میں پہنچ گئے۔

ع رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی

(۹) عبداللہ بن سنان راوی ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا:۔

ان اللہ تبارک و تعالیٰ حرم علی شیعتنا المسکر من کل شراب وعوضھم

---

[1] عجالہ حسنہ ص۱۶ [2] ایضاً ص۱۷ [3] تحفۃ العوام جلد۲ ص۲۷۱

من ذٰلك المتعة۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لیے ہر نشہ والی چیزوں کو حرام کر دیا اور اس کے بدلے میں متعہ (حلال) کر دیا ہے۔

(۱۰) امام جعفر اپنے والد امام باقر سے پوچھتے ہیں کہ:

للمتمتع ثواب قال ان كان يريد بذلك وجه الله تعالى وخلافا على من انكر هالم يكلمها كلمة الا كتب الله له بها حسنة ولم يمد يده اليها الا كتب الله له حسنة فاذا دنا منها غفر الله له بذلك ذنبا فاذا اغتسل غفر الله له بعدد ما مر من الماء على شعره قلت بعدد الشعر قال بعدد الشعر۔[2]

ترجمہ: کیا متعہ کرنے والے کے لیے کوئی اجر بھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ عمل (زنا) محض اللہ کی رضا کے لیے اور ان لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے کرے جو اس کے منکر ہیں تو اس کا اجر یہ ہے کہ ان دونوں کا باتیں کرنا ایک نیکی لکھا جاتا ہے، اس عورت کی جانب ہاتھ بڑھانا ایک نیکی لکھا جاتا ہے، جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کرتا ہے اور جب وہ (فراغت کے بعد) غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بالوں کے برابر گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

سبحانك هذا بهتانٌ عظيم

خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت وعصمت، تقویٰ وطہارت، شرافت و نجابت کا قرآن مجید گواہ ہے، بلکہ کفار نے بھی کبھی آپ پر اس قسم کا الزام نہیں لگایا جس سے آپ کی عفت وعصمت پر حرف آتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب، ساحر، شاعر، مجنون (معاذ اللہ) تک کہا گیا لیکن کبھی یہ نہیں کہا کہ (معاذ اللہ) آپ کا دامن ...... سے آلودہ ہے۔

---

[1] وسائل الشیعہ جلد، ص ۴۲۸ [2] من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۳، ص ۱۴۹ وسائل الشیعہ جلد، ص ۴۴۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت وعصمت، اور تقوے کا حال تو یہ تھا کہ باوجود امت کے روحانی والد ہونے کے آپ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا، نہ بیعت کے وقت کسی عورت کو ہاتھ لگایا۔ (کتب احادیث)

مگر افسوس کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے ایسی باتوں کو منسوب کر دیا جن کے بیان کرنے کو قلم میں جرأت نہیں (مگر اعدائے اسلام کی سازشوں اور ان کے مکر وفریب کو آشکار کرنا بھی ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے)، گستاخی کی انتہا یہ ہے کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی متعہ کرنے والوں میں شامل کر دیا۔ (معاذ اللہ)

شیعوں کا مشہور فقیہ ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی (۳۸۱ھ) کہتا ہے کہ:۔

انی لاکرہ للرجل ان یموت وقد بقیت علیہ خلۃ من خلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یأتہا فقلت فہل تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وقرأ ہذہ الآیۃ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا الی قولہ ثیبات وابکارا۔[۱]

ترجمہ۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس نے حضور کی سنتوں میں سے ایک سنت پر عمل نہ کیا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرمائی (واذ اسر النبی تا ثیبات وابکارا) (پ سورۃ التحریم ع ۱)

اب ذرا جگر پر ہاتھ رکھ کر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے:۔

وروی الفضل الشیبانی باسنادہ الی الباقر علیہ السلام ان عبداللہ بن عطاء المکی سألہ عن قولہ تعالی واذ اسر النبی الآیۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوج بالحرۃ متعۃ فاطلع علیہ بعض نسائہ فاتہمتہ بالفاحشۃ فقال انہ لی حلال انہ نکاح بأجل فاکتمیہ فاطلعت علیہ بعض نسائہ[۲]

---

[۱] من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۳ ص ۱۵۱ وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۴۴۲ [۲] وسائل الشیعہ جلد ۷ ص ۴۴۲ مطبوعہ تہران

ترجمہ عبداللہ ابن عطا مکی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذ اسر النبی الآیۃ کے بارے
میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد عورت
کے ساتھ متعہ کیا تھا۔ اس بات کی خبر جب ازواج کو ہو گئی تو انہوں نے ان
کو فحش کے ساتھ متہم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ بے شک یہ
میرے لیے حلال ہے۔ یہ وقتی نکاح ہے جس کو چھپا کر رکھ۔ مگر بعض ازواج
کو اس کی اطلاع ہو گئی۔

سبحانک ھذا بھتان عظیم

شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاک ذات پر بھی یہ بہتان لگا
ہی دیا اور متعہ کرنے کے شوق بے پایاں میں ذات رسالت مآب پر بھی حملہ کر دیا۔
(استغفر اللہ العظیم)

آپ پہلے شیعی روایات کی روشنی میں "متعہ کی حقیقت" ملاحظہ فرما چکے ہیں آپ نے اندازہ
کر لیا ہو گا کہ متعہ ایک ایسا قبیح فعل ہے جس کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس
کے ذریعہ فحش و حرام کاری کا دروازہ کھل جاتا ہے اور معاشرہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑتا ہے اس
لیے قرآن پاک اور احادیث پاک میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

متعہ کی حرمت قرآن کریم کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جو زمانہ "دور جاہلیت" کے نام
سے معروف ہے اس میں عفت و عصمت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ رشتہ ازدواج کا جو بنیادی مقصد تھا
وہ بھلایا جا چکا تھا۔ لوگوں کی نظروں سے شرم و حیا اٹھ چکی تھی۔ حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنی
بیوی کو غیروں میں دینا کوئی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا اور عورتیں اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں
سے تعلقات قائم کرتے ہوئے ذرا بھی عار محسوس نہ کرتیں۔ اس انسانیت سوز اور حمیت گداز
رواج کا خاتمہ قرآن کریم کی زبانی ہمیشہ کے لیے کر دیا گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا۔ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ع ۴)

ترجمہ: اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ، وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔

اس آیت پاک میں تنبیہ کی گئی کہ زنا کرنا تو دور کی بات ہے زنا کے قریب جانے کی بھی اجازت نہیں یعنی ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو انسان کو زنا تک پہنچانے والی ہو قرآن کی نظر میں بہت بڑا جرم اور بہت بڑی بُرائی ہے۔ اسی لیے سب سے بچنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ (م ۶۰۶ھ) نے زنا کے مفاسد کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے:

① زنا سے نسب مختلط اور مشتبہ ہو جاتا ہے۔ آدمی یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ زانیہ کی یہ اولاد کس مرد سے ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچے کی پرورش کا کوئی مرد بھی ذمہ دار نہیں بنتا (بچہ ضائع ہو جاتا ہے یا خود ماں اس بچے کو مار ڈالتی ہے یا پھینک دیتی ہے یا وہ غریب بچہ سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجۃً تباہ و برباد ہو جاتا ہے) اور یہ عالم کی ویرانی اور انقطاع نسل انسانی کا سبب ہے۔

② زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے ساتھ باضابطہ اس نے نکاح نہیں کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس عورت پر قبضہ کرنے کی سعی ہر شخص کی جانب سے ہو سکتی ہے اور وجہ ترجیح کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ پھر اس راہ میں تباہیوں اور بربادیوں کے جو طوفان اُٹھتے رہتے ہیں معاشقہ اور آوارگی کی تاریخوں میں اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

③ زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑتی ہے۔ طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن محسوس ہوتی ہے۔ پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع اس سے شادی کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتا، محبت و اُلفت تو خیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہو جاتی ہے اس سے عموماً لوگ نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور سوسائٹی میں وہ حقیر اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد تعلق قائم کرسکتے ہیں اسے متعہ دوریہ کہتے ہیں۔ مشہور مجتہد قاضی نوراللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں:۔

واما ما نسبه فلان نسبه الى اصحابنا من انهم جوزوا ان يجتمع الرجال المتعددون ليلة واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقراء ام لا فمما خان فى بعض قيوده و ذلك ان الاصحاب قد خصوا ذلك بالآئسة لا بغيرها من ذوات الاقراء۔[1]

ترجمہ: جن لوگوں نے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ (شیعوں کے نزدیک) بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے متعہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو۔ انہوں نے ہماری بعض قیود کو ترک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس (عمل) کو اس عورت کے ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوستری صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو (یعنی جس کو حیض آتا ہو) اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آنا بند ہوگیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندازہ فرمائیے! کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کوئی عمل ہوگا کہ ایک ہی رات میں ایک ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس جاتی رہے اور مباشرت کرے ۔۔ کیا یہ زنا نہیں ہے ؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور عقل ماری جا چکی ہو۔

---

[1] مصائب النواصب

اب غور طلب بات یہ ہے کہ متعہ کے عام کر دینے یا اسے قانونی اجازت دینے میں یہ درحقیقت زنا ہی کا دروازہ کھول دینا ہے۔ اس لیے کہ متعہ میں وہی کچھ ہوتا ہے جو زنا میں ہوتا ہے اور زنا کے مفاسد اور خرابیاں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس آیت کریمہ نے متعہ کی حرمت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام میں اس کی قطعًا اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ ایران کے صدر اسے حکم خداوندی قرار دیں، اور نوجوانوں کو متعہ پر اکسایئں۔

(۲) — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

والذین ھم لفروجھم حٰفظون. الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین. فمن ابتغی وراء ذٰلک فاولٰئک ھم العٰدون.

(پ المؤمنون ع ۱)

ترجمہ: اور (فلاح پانے والے وہ لوگ ہیں جو) اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا مملوکہ باندیوں پر۔ سو ان پر کچھ الزام نہیں، پھر جو کوئی اس کے علاوہ ڈھونڈے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

ان آیات پاک میں اس بات کا بیان ہے کہ وہ مومن آخرت میں فلاح پانے والے ہیں جن میں یہ اوصاف ہوں۔ ان میں سے ایک عصمت کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تعلق رکھے۔ یہ زنا کے حکم میں ہے اور ایسے لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں متعہ کی اجازت نہیں ہے اگر اجازت ہوتی تو بیوی باندی کے علاوہ اس کی تصریح کی جاتی لیکن یہاں ان دونوں کو چھوڑ کر تیسری قسم کی کوئی تصریح نہیں بلکہ تیسری قسم کی تردید کی گئی ہے اور ایسے لوگوں کو بے حد تجاوز کرنے والے بتایا گیا ہے۔ جس سے متعہ کی حرمت واضح ہو جاتی ہے۔

(۳) — ارشاد ربانی ہے:۔

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحًا حتیٰ یغنیھم اللہ من فضلہ.

(پ النور ع ۱)

(۴) زنا کا جب دروازہ کھل گیا کوئی مستقل قاعدہ وقانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ باقی نہ رہے گا۔ جس کو جہاں موقع مل گیا اور جو کچھ کر گزرنا ہو کر گزرتا ہے اور یہی حال حیوانات کا ہے پھر انسان وحیوان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔

(۵) عورت سے صرف یہی مقصد نہیں کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کیے جائیں۔ بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جان مل کر ایک دوسرے کے رفیق اور شریک زندگی ہوں۔ گھر کے کاموں میں بھی، کھانے پینے میں بھی بچوں کی تعلیم وتربیت میں بھی اور زندگی کی دوسری ضروریات میں بھی پھر غم میں بھی اور خوشی میں بھی، تنگ حالی وخوش حالی میں بھی اور یہ ساری باتیں اس وقت قطعاً پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر ہو کر نہ رہے اور اس کی شکل یہی ہے کہ زنا کو بالکلیہ حرام قرار دے دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت ومرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔

(۶) ہمبستری پردہ کی بات ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا تذکرہ اشارۃً وکنایۃً کیا جاتا ہے اور کوئی اس کام کو کرتا ہے تو پردہ کی اوٹ میں کرتا ہے کہ کسی کی نگاہ نہ پڑنے پائے۔ پس معلوم ہوا کہ اس کو کم سے کم کرنا قرینِ عقل وقیاس ہے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ جائز طور پر ایک عورت ایک مرد کی ہو کر رہے ورنہ پھر یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہ چند خرابیاں تو وہ ہیں جو بالکل عیاں ہیں۔ ورنہ زنا کے مفاسد اور خرابیاں بہت سی ہیں۔[۱]

حضرت امام رازی کی اس تحقیق وتفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے مفاسد اور اس کی برائیاں اس قدر اظہر من الشمس ہیں کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا

---

[۱] تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۹۳ بحوالہ اسلام کا نظامِ عفت

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں متعہ کے حلال ہونے کا ذرا بھی تصور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ضرور تذکرہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو سکے تو متعہ ہی کر لیا کرو، لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا، بلکہ اس کا علاج یہ بتایا کہ مسلسل روزہ رکھو[1]۔ سو قرآن و حدیث میں متعہ کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی صریح تردید ہے۔

(۵) — اللہ تعالیٰ محرمات کے بیان کے بعد ارشاد فرماتے ہیں :-

واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضة ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به من بعد الفریضة۔ (پ۵ النساء ع ۴)

ترجمہ: اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اس کے سوا کہ تم انہیں اپنے اموال سے تلاش کرو اور قید نکاح میں رکھنے والے ہو نہ کہ مستی نکالنے کو پس

---

[1] حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث یہ ہے :-

فمن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت سے روزے رکھنا اور مسلسل روزے رکھنا ایسے حال میں مفید ہوتا ہے نہ کہ صرف گاہ گاہ دو چار روزے رکھ لینا۔ علیہ لزوم پر دال ہے اور لزوم کے دو درجہ ہوتے ہیں، ایک اعتقادی ایک عملی، یہاں اعتقادی درجہ تو مراد نہیں کیونکہ یہ روزہ فرض نہیں، بلکہ عملی درجہ مراد ہے، اور وہ ہوتا ہے تکرار سے جب کہ بار بار عمل کیا جاتے اور عادۃً لزوم کر لیا جائے اور میں نے کہا کہ دیکھو اس کی ایک ظاہر تائید ہے۔ رمضان شریف میں مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھے جاتے ہیں، اور تجربہ ہے کہ شروع میں تو قوت بہیمیہ شکستہ نہیں ہوتی بلکہ رطوبات فضلیہ کے ساخت ہو جانے کی وجہ سے اس میں قوت اور انتعاش ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ ضعف بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخیر میں پورا ضعف ہوتا ہے جس سے قوت بہیمیہ شکست ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت روزوں کی کثرت متحقق ہو جاتی ہے۔ (الافاضات جلد ۹ صفحہ ۱۹۲)

جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا تو ان کو ان کے حق دو جو مقرر ہوئے ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد اور مہر انہیں دو۔

اس آیت پاک میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے انہیں چند شرطوں کے بعد اپنے نکاح میں لا سکتے ہو یعنی ان کے ساتھ شادی جائز ہے اور شرائط میں سے خاص طور پر محصنین، غیر مسافحین کے الفاظ متعہ کی حرمت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

① محصنین

یعنی جن عورتوں سے تم نکاح کرو تو اس کا مقصد محض وقتی اور عارضی نہ ہو بلکہ دائمی ہو ایسا نہ ہو کہ چند دن کی عیش کی نیت سے اس کے ساتھ شادی رچالو پھر چھوڑ دو۔ یہ طریقہ غلط ہے جب تم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے تو شرط یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ بیوی بنا کر رکھو دیہ الگ بات ہے کسی وجہ سے آپس نا اتفاقی ہو جائے اور طلاق کی نوبت آ جائے۔ لیکن تم پہلے سے ایسی نیت نہ کرو۔

② غیر مسافحین

تمہارا اس نکاح سے مقصد صرف مستی نکالنا نہ ہو یعنی محض شہوت اور خواہش پوری کرنے کی نیت نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد فما استمتعتم فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے ان شرطوں کے ساتھ نکاح کرکے فائدہ اٹھا لیا ہے (یعنی جماع اور صحبت کر لی ہے) تو ان عورتوں کا مہر جو بھی مقرر ہوا ہو وہ ان کو دے دو ــــ یعنی مہر ادا کرنا ہوگا۔ اگر صحبت سے پہلے طلاق کی نوبت آ جائے تو مرد کے ذمہ نصف مہر اور خلوت کے بعد یہ صورت ہو تو پھر پورا مہر ادا کرنا ہوگا۔ اس میں ٹال مٹول کی کوشش نہ کرو اور اس باب میں تم پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا کہ مقررہ مہر کے بعد تم آپس میں مہر کی مقدار گھٹا دو یا بڑھا دو یعنی عورت اپنی خوشی سے مہر نہ لے یا کم لے یا مرد

اپنی خوشی سے زیادہ دے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

قرآن پاک کی اس آیت میں متعہ کا بیان سرے سے ہے ہی نہیں۔ لیکن شیعہ اثنا عشریہ نے م ت ع کو دیکھ کر اس سے متعہ کے جائز ہونے اور اپنے اصطلاحی متعہ کے ثبوت کا فتویٰ دے دیا۔ حالانکہ جس کی قرآن کریم کے سیاق و سباق پر نظر ہوگی وہ ہرگز اس آیت سے متعہ کے جواز کی دلیل نہ لے گا۔ اس لیے کہ

پچھلی آیت میں حرمت کا بیان ہے اور اس آیت میں حلت کا۔ حرمت و حلت متقابلہ کی دو چیزیں ہیں جیسی وہاں حرمت ہوگی ویسی یہاں حلت ہوگی۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ دو تام ولی و تفسیر جائز نہیں جس سے قرآن کی معجزانہ بلاغت میں نقص واقع ہوتا ہو۔

وہاں حرمت کون سی مراد ہے؟ تابیدی یا وقتی۔ اس کے لیے پوری آیت دیکھ لیجیے۔

حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم و اخواتکم و عماتکم الآیۃ

ترجمہ۔ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں

ظاہر ہے کہ یہ حرمت تابیدی ہے۔ اب اس کے مقابل وہ حلت بھی تابیدی ہوگی تاکہ قرآن کی اعجازی بلاغت برقرار رہے۔

شیعہ کو متعہ حلال کرنے پر اس قدر ضد ہے کہ وہ اس حلت (و احل لکم ما وراء ذلکم) کو وقتی بنانے کے لیے اس پہلی حرمت کو دائرہ تابید سے نکال لینے پر تل گئے کہ ان محرمات سے حرمت اسی وقت تک ہے جب پاس ریشم کا ٹکڑا نہ ہو۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ اپنا مسلک چھوڑ کر میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

ہم سمجھتے ہیں کہ "لف حریر" سے حرمت تابیدی کی نفی سب شیعوں کا عقیدہ نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ جو لف حریر کا اقرار نہ کر سکے انہوں نے بات بنانے کے لیے اس آیت میں الی اجل مسمی کے الفاظ زائد کر دیے اور کہا کہ اصل قرآن میں یوں ہی تھا۔

ہم کہتے ہیں شیعہ کا یہ الفاظ کو زیادہ کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے بغیر شیعوں کو بھی اس آیت سے حلت تابیدی (جسے نکاح کہتے ہیں) سمجھ آرہی تھی۔ ورنہ انہیں اس کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ترجمہ: اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نکاح کا سامان نہیں ملتا جب تک

کہ مقدور دے ان کو اللہ اپنے فضل سے۔

اس آیت شریفہ میں بتلایا گیا ہے کہ جب انسان شادی نہ کر سکے اور مجبور ہو اور مالی حالت خراب ہونے کے باعث بیوی نہ مل رہی ہو تو اسے ضبط نفس اور پاک دامنی کا دامن تھامنا چاہیئے اور جب وسعت ہو جائے تو پھر وہ شادی کر لے۔ لیکن ان دنوں میں عفت و پاکدامنی کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے مجبور لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کے ذریعے خواہشات اور شہوات کا زور ختم ہو جائے گا اور یک انسان غلط قدم اٹھانے سے بچ جائے گا کتب احادیث میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں جن میں بعض صحابہ کرامؓ مجبوریوں کی بنا پر شادی نہ کر سکے۔ حالانکہ وہ نکاح کرنا چاہتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو کسی اور طریقہ کو اپنانے کے بجائے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ شہوات کی تیزی مغلوب ہو جائے۔ چنانچہ ان حضرات نے اس پر عمل کیا اور اپنے آپ کو گناہ سے بچایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔[۱]

ترجمہ: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی پر قدرت رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ شادی کرے کہ یہ شادی نگاہ کو نیچی کر دیتی ہے اور اس کے ذریعہ شرمگاہ کی حفاظت ہو جاتی ہے اور جو شخص شادی پر قدرت نہیں رکھتا اس کو لازم ہے کہ روزہ رکھے (کہ روزہ) شہوت کو توڑتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب فرمائی۔ نکاح کے بعد عفت و پاکدامنی نصیب ہوگی۔ نظر کی حفاظت ہوگی اور اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو پائے اور شہوت میں کمی نہ آئے تو پھر روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کہ اس کے ذریعہ شہوت کا علاج ہوگا اور عفت و عصمت پر حرف نہ آئے گا۔

---

[۱] متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۷ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۵۸

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی مذکورہ روایت میں بھی متعہ کی ممانعت کا حکم موجود ہے۔ اس کے باوجود متعہ کے حلال ہونے کا اعلان اور ائمہ اہلبیت کو متعہ کرنے والا قرار دینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

بعض شیعی خطیبوں سے دورانِ گفتگو معلوم ہوا کہ یہ لوگ صحیح بخاری کی اس روایت سے مطمئن نہیں بلکہ رد و قدح کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ ایک غلط قدم ہوگا اس لیے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی مذکورہ روایت خود شیعی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ شیخ الطائفہ علامہ طوسی (۴۶۰ھ) نقل کرتا ہے کہ:۔

عن زید بن علی عن آبائه عن علی علیهم السلام قال حرم رسول الله صلی الله علیه وسلم لحوم الحمر الاهلیة ونکاح المتعة۔[1]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام بتایا تھا۔

ایک اور شیعی محقق شیخ محمد بن حسن الحر العاملی (م ۱۱۰۴ھ) نے بھی اپنی کتاب وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعۃ جلد ۷، ص ۴۴۱[2] میں اس روایت کو درج کیا ہے۔

شیعہ مجتہدین اور متعہ کے شوقین شیعی کتب میں موجود اس روایت سے خاصے پریشان ہیں۔ اس روایت کا انکار ان کے بس کی بات نہیں کیونکہ ان کے اکابر اس کی تصریح کر چکے ہیں کہ "دعا آں باشد کہ چپ نشود"۔ انہوں نے اس روایت کی اہمیت کو گھٹانے اور بے وزن کرنے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس جگہ تقیہ کیا تھا۔ آپ حالات سے مجبور تھے اس لیے سچی بات نہ کہہ سکے (معاذ اللہ)

شیخ الطائفہ اس روایت پر تقیہ کی چادر یوں ڈالتا ہے۔

فالوجه فی هذه الروایة ان نحملها علی التقیة لانها موافقة لمذاهب العامة و الاخبار الاولة موافقة لظاهر الکتاب واجماع الفرقة المحقة علی موجبها فیجب ان یکون العمل بها دون هذه الروایة الشاذة۔

---

[1] الاستبصار جلد ۳ ص ۱۴۲ [2] ایضاً

شیخ محمد بن حسن الحر العاملی کہتا ہے:۔

اقول حملہ الشیخ وغیرہ علی التقیۃ یعنی فی الروایۃ لان اباحۃ المتعۃ من ضروریات مذھب الامامیۃ۔[1]

یعنی جن روایات میں حضرت علیؓ سے متعہ کی ممانعت آتی ہے اس کو ہم تقیہ پر محمول کرتے گے کیونکہ شیعہ امامیہ کی دوسری مستند روایات سے متعہ کا حلال ہونا واضح ہے اور متعہ کی اباحت مذہب امامیہ کے ضروریات دین میں سے ہے۔ اس لیے ممنوع والی روایتوں سے استدلال کرنا صحیح نہیں بلکہ عمل اسی پر ہوگا جس پر شیعوں کا اجماع ہے۔

تقیہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل کا نہ یہ وقت ہے نہ اس کی گنجائش بس اتنا یاد رکھئے کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک تقیہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو جب اور جہاں چاہیں استعمال کر کے حقیقت کا چہرہ بگاڑا جا سکتا ہے اور جہاں جہاں ائمہ اہلبیت کی روایت شیعت کے خلاف نظر آ جائے، اس وقت یہی ہتھیار ہے جو شیعوں کو بچاتا ہے۔

(۳) — حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ:۔

رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام اوطاس فی المتعۃ ثلاثاً ثم نھی عنھا۔[2]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ) اوطاس والے سال تین دن کی رخصت دی تھی پھر اس کو منع کر دیا تھا۔

اس مقام پر شیعوں والا متعہ مراد نہیں۔ کیونکہ اس کی اجازت نہ تو پہلے تھی اور نہ بعد میں، بلکہ مراد نکاح موقت تھا (جس کی تفصیل آئے گی)۔

اب اس تصریح کے ہوتے ہوئے اسی پر اصرار کرنا کہ حالات کے پیش نظر اجازت دی جا سکتی ہے اور یہ حکم خداوندی ہے۔ صریح زیادتی ہوگی اور دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے گا کہ نبوت کے مقام عالی سے ہمسری کا دعویٰ کرنا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اجازت دی تھی، اسی طرح ہمیں بھی اجازت ہے کہ ہم اس کو عام کریں اور اس کے نسخ کو چھپائیں

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۱ مطبوعہ تہران [2] صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۱

اس قسم کا دعوئے و عقیدہ صریح کفر ہوگا۔

(۴) ـــــ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ:۔

انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ بہا معرفۃ فیتزوج المرأۃ بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شیئہ حتی اذا نزلت الآیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام۔[1]

ترجمہ: متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب کوئی شخص کسی ایسے شہر میں جاتا جہاں اس کی جان پہچان نہ ہوتی تو عورت سے جتنے دنوں تک وہاں رہتا (تیزوج) نکاح (متعہ) کر لیتا اور وہ اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانے پینے کی چیز تیار کرتی۔ یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت الا علی ازواجہم نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اپنی بیویوں اور مملوکہ باندیوں کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام (ہو گئی) ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس تصریح سے معلوم ہوا ہے کہ جس قسم کے متعہ کی ابتداء اسلام میں اجازت بھی تھی وہ بھی آیت قرآن الا علی ازواجہم الآیۃ کے اصول پر ختم ہو گئی اور اس کی حرمت کا باقاعدہ قرآن کریم نے اعلان فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم الہٰی کے تحت اس قسم کے متعہ کو بھی حرام قرار دیا۔ اب سیدنا حضرت ابن عباسؓ بھی اس کے قائل ہیں کہ بیوی اور باندی کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام ہو چکی ہے۔

یہ متعہ جو اب حرام ہوا نکاح مؤقت تھا ــــ کتنے وقت کے لیے؟ اس کے لیے کوئی معین گھڑی نہ تھی جیسے یوں کہیں کہ جب تک میں یہاں ٹھہروں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے کوئی نقطہ وقت طے نہیں ہوتا۔

اس میں وہ ذلت نہیں جو شیعہ متعہ میں ہوتی ہے کہ وہ نقطہ وقت آتے ہی دونوں غیر محرم ہو گئے ــــ پھر اس روایت میں اس زنِ متوعہ کی خدمت گزاری بھی مذکور ہے کہ اس کے سامان کی

---

[1] جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۳

حفاظت کرے اور کھانا وغیرہ بنانے میں اس کی مدد کرے۔ جب کہ شیعی متعہ میں عورت پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں۔ وہ صرف مستی نکالنے کے لیے متعہ میں لائی جاتی ہے۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ وقتی نکاح میں کوئی بات حیاء و شرافت کے خلاف نہ تھی۔ جب کہ شیعی متعہ اور مطلق زنا میں فرق کرنا بڑے بڑے شیعہ مجتہدوں کے بھی بس کی بات نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما متعہ کی اباحت کے قائل تھے؟

الجواب: روایت سابقہ میں تصریح کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ اس کے حرام ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں، اور اپنے استدلال میں آیت قرآن بھی پیش فرما رہے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس حرمت کے بعد بھی اس کے جواز کے قائل تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اولاً تو اباحت کے قائل تھے لیکن سیدنا حضرت علیؓ نے انہیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حرمت کا اعلان فرما چکے ہیں تو آپ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور اس سے توبہ بھی فرمائی۔

حضرت محمد بن علیؒ (المعروف بابن الحنفیہ) کہتے ہیں:۔

ان علیاً قال لابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعہ و عن لحوم الحمر الاھلیۃ زمن خیبر۔[1]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ خیبر میں متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

یہ خیبر کے دن کے اعلان کا ذکر ہے یہ نہیں کہ اس کی حرمت بھی اس دن نازل ہوئی تھی حکم کو

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۷، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۲

نافذ کرنے کے لیے مناسب وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ کا مکالمہ بھی ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے جب دلائل حرمت بیان فرمائے تو حضرت ابن عباسؓ خاموش ہو گئے۔ یہ گویا اس بات کا اقرار تھا کہ میں بھی اس حرمت سے متفق ہوں۔ حضرت علامہ ابوجعفر احمد بن محمد نحوی مصری (۲۲۲ھ) لکھتے ہیں:۔

ان ابن عباس لما خاطبه علی بهذا لم یحاجه فصار تحریم المتعة اجماعا لان الذین یحلونها اعتمادهم علی ابن عباس[1]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے بات چیت کی (یعنی مکالمہ ہوا) تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کوئی حجت نہ کی پس اس کے ذریعہ متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا اس لیے کہ جو لوگ متعہ کی اباحت پر قائل تھے ان کا سادارومدار ابن عباسؓ کے قول پہ تھا۔ اب جب کہ آپ نے بھی رجوع کر لیا تو اس پہ اجماع ہو گیا)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ کے پاس متعہ کی حلت کی کوئی دلیل نہ تھی اور آپ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کے دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ سو متعہ جس کی اجازت بھی تھی، اب بالاتفاق حرام ہو چکا ہے۔

اسی طرح محمد بن حنفیہؒ روایت کرتے ہیں:۔

ان علیا قیل له ان ابن عباس لا یری لمتعة النساء باسا فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عنها یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیة[2]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؓ سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ متعۃ النساء کے بارے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تو حضرت علیؓ نے فرمایا (یہ صحیح نہیں) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے دن اس (متعہ) سے اور گھریلو گدھوں سے روک دیا۔

ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ:۔

انک رجل تائه نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم[3]

---

[1] تفسیر نحاس ص۱۰۶ [2] صحیح بخاری جلد ۲ ص۷۶۹، صحیح مسلم جلد ۱ ص۴۵۲ [3] صحیح مسلم جلد ۱ ص۴۵۲

ترجمہ: حضور کی نہی یہی تھی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک ہی دیا تھا، ایک مرتبہ محمد بن علی نے سنا کہ حضرت ابن عباسؓ اس نکاح متعہ کے متعلق کچھ نرم رویہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا:۔

ابن عباسؓ یہ بات چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ہے۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن جبیرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کی یہ بات کہ متعہ کی اباحت ہے لوگوں نے چاروں طرف پھیلا دی اور شاعر اپنے شعروں میں اس کو بیان کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! میں نے تو اس کا ہرگز فتویٰ نہیں دیا تھا میرے نزدیک متعہ ایسا ہی ہے جیسے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی قسم میں نے تو اس کا فتوے نہیں دیا اور نہ میری یہ مراد تھی اور نہ مجبور کے علاوہ کسی اور کے لیے میں نے متعہ کو حلال قرار دیا تھا۔[2]

سیدنا حضرت ابن عباسؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے زجر و تنبیہ بھی فرمائی تھی اور کہا کہ اگر آئندہ اس قسم کا فتوے دیا تو سزا دی جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور متعہ کی ابدی حرمت کے قائل ہو گئے۔ قاضی عبد الجبار معتزلی (م ۴۱۵ھ) بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

وانکر ذلک علی رضی اللّٰہ عنہ لما بلغہ اباحۃ ابن عباسؓ انکار ظاہر وقد حکی عنہ رضی اللّٰہ عنہ الرجوع عن ذلک فصار حظرہ اجماعاً من کل صحابۃ۔[3]

ترجمہ: جب حضرت علیؓ کو حضرت ابن عباسؓ کے متعہ کے مباح ہونے کے قول کی خبر پہنچی تو آپ نے حضرت ابن عباسؓ پر سخت انکار کیا اور مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا پس حرمت متعہ پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۵۲، تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۷۳ [2] فتح الباری جلد ۹ ص ۱۵۰ [3] تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۷۳، روح المعانی جلد ۵ ص ۶، تفسیر تنزیہ القرآن ص ۲۳۳

حضرت امام ترمذی (۲۷۹ھ) بھی لکھتے ہیں :۔

وانما روی عن ابن عباس شیء من الرخصة فی المتعة ثم رجع عن قوله حیث اخبره عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واکثر اهل العلم علی تحریم المتعة۔[1]

ترجمہ: مروی ہے کہ ابن عباسؓ متعہ کی اباحت کے قائل تھے۔ پھر آپ نے اپنے قول سے رجوع فرمالیا جب آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت سے اس کی حرمت معلوم ہو گئی۔

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) امام زہری (۱۲۴ھ) سے نقل کرتے ہیں :۔

ما مات ابن عباس حتی رجع عن فتواه بحل المتعة وکذا ذکره ابو عوانه فی صحیحه۔[2]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ انتقال سے قبل متعہ کے مباح ہونے کے قول سے رجوع کر چکے تھے۔ ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں بھی اس کو بیان کیا ہے۔

حضرت امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص (۳۷۰ھ) بھی لکھتے ہیں :۔

ولا نعلم احدًا من الصحابة روی عنه تجرید القول فی اباحة المتعة غیر ابن عباس وقد رجع عنه حین استقر عنده تحریمها بتواتر الاخبار من جهة الصحابة۔[3]

ترجمہ: ہمیں حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے محض اباحۃ متعہ کا قول نقل کیا ہو سوائے ابن عباسؓ کے۔ مگر انہوں نے بھی اس سے رجوع فرمایا۔ جب آپ کو صحابہ کرامؓ سے متعہ کی حرمت کی متواتر خبر یں ملیں۔

حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) بھی لکھتے ہیں :۔

ووقع الاجماع بعد ذلک علی تحریمها من جمیع العلماء الا الروافض وکان

---

[1] جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ [2] تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۶۳ [3] احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۵۲

عباس یقول باباحتها وروی عنه انه رجع عنه[1]

ترجمہ تمام علماء اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے سوائے شیعوں کے اور رہا جہاں تک حضرت ابن عباسؓ کے متعہ کی اباحت کے قائل ہونے کا تعلق ہے، آپ کا اس سے رجوع بھی ثابت ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں،

وابن عباسؓ صح رجوعه بعدما اشتهرت عنه من اباحته[2]

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے اباحت والے قول سے رجوع کرنے کی روایت بالکل صحیح ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں،

وابن عباس صح رجوعه الی قولهم[3]

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ نے صحابہؓ کے قول کی طرف رجوع کر لیا (یعنی متعہ حرام ہے)

صاحب بحر الرائق حضرت علامہ زین الدین ابن نجیم (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں،

واما ما نقل عن ابن عباس من اباحتها فقد صح رجوعه[4]

ترجمہ اور جو کچھ حضرت ابن عباسؓ سے اباحت کا قول منقول ہو مگر ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

تفسیر کبیر میں سیدنا ابن عباسؓ کا متعہ سے توبہ کرنا بھی منقول ہے۔

اللّٰھم انی اتوب الیک من قولی فی المتعه[5]

اس وقت ہمارا مقصد ان تمام روایات و ارشادات اکابر کا استیعاب نہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے، مذکورہ بالا احادیث و ارشادات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی ہوگی کہ سیدنا حضرت ابن عباسؓ اولاً جس متعہ کے قائل تھے سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے بحث و مباحثہ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے تفصیلات اور حرمت کے دلائل معلوم ہو جانے پر آپ نے اس قول سے رجوع فرما لیا تھا اور اب اس کا اظہار بھی فرما چکے ہیں۔

---

[1] شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ [2] فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۔ [3] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۔ [4] بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۰۸ [5] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۰۰

پیشِ نظر رہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی متعہ وہ متعہ نہ تھا جو شیعی کتابوں میں ہے نکاحِ موقت کی ایک قسم تھی اور آپ نے اس قسم کے متعہ کی اباحت سے بھی رجوع کرتے ہوئے اسے حرام قرار دے دیا۔

اب وہ کون ہے جو سیدنا حضرت ابن عباسؓ کو اس کا قائل بتلائے اور انہیں قائلین جواز میں شامل کر کے ان پر تہمت لگائے؟

متعہ کی حرمت آئمہ اہلبیت کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) — سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کہتے ہیں:

قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعۃ[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاحِ متعہ کو حرام فرما دیا ہے۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں متعہ کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اس حدیث کو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ روایت فرماتے ہیں، اور یہ روایت شیعہ حضرات کی مستند کتابوں میں بھی موجود ہے۔

مشہور شیعی عالم ڈاکٹر موسی الموسوی لکھتے ہیں:

حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس حرمت کو برقرار رکھا اور جواز متعہ کا حکم صادر نہیں فرمایا شیعی عرف اور ہمارے فقہاء شیعہ کی رائے کے مطابق امام کا عمل حجت ہوتا ہے خصوصاً جب کہ امام با اختیار ہو اور اظہار رائے کی آزادی رکھتا ہو اور احکام الٰہی کے اوامر و نواہی بیان کر سکتا ہو اس صورت میں امام علیؓ کی حرمت متعہ کو برقرار رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عہد نبوی میں حرام تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ضروری تھا کہ وہ اس حکم تحریم کی مخالفت کرتے اور اس کے متعلق صحیح حکم الٰہی بیان کرتے اور عمل امام شیعہ پر حجت ہے میں نہیں سمجھ پایا کہ ہمارے فقہاء

---

[1] الاستبصار جلد ۳ صفحہ ۱۴۲

شیعہ کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ وہ اس کو دیوار پر مار دیتے ہیں۔[1]

(۲) —— مفضل کہتے ہیں کہ:-

سمعت اباعبد الله علیہ السلام یقول فی المتعة دعوھا اما یستحی احدکم ان یری فی موضع العورة فیحمل ذالک علی صالحی اخوانہ واصحابہ۔[2]

ترجمہ: میں نے امام جعفر کو فرماتے ہوئے سنا کہ متعہ کو چھوڑ دو کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ کوئی شخص عورت کی شرمگاہ دیکھے اور اسے اپنے بھائیوں اور دوست یاروں کے سامنے بیان کرے

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ کے نزدیک بھی متعہ بہت بری حرکت ہے اور آپ نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ متعہ کے ذریعہ فحش و بدکاری کو راہ ملتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق ایک ایسے عمل کی اجازت دیں، جس کو قرآن کریم نے فحش قرار دیا ہو اور اس سے روکا ہو۔ جسے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرما دیا ہو اور جو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک بھی حرام ہو۔

(۳) —— شیخ الطائفہ علامہ طوسی (۴۶۰ھ) کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن عمیر نے امام باقرؒ سے کہا کہ کیا آپ کی بیویاں بیٹیاں بہنیں اور چچا کی لڑکیاں متعہ کرتی ہیں۔

فاعرض ابوجعفر حین ذکر نساءہ و بنات عمہ۔[3]

ترجمہ: امام باقرؒ نے یہ سن کر اپنا چہرہ پھیر لیا جب اپنی عورتوں اور چچا کی لڑکیوں کا ذکر ہوا۔

اس کا ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرتی تھیں۔ مگر حضرت امام کو لوگوں سے یہ سن کر شرم آئی اور انہوں نے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امام کو اس کے سوال سے ناراضگی ہوئی —— معلوم نہیں شیعہ ذاکر اس کے پہلے معنی کو کیوں زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام باقرؒ کے نزدیک بھی یہ عمل انتہائی فحش اور شرمناک ہے۔ آپ کی ذات عالی کے بارے میں ہم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ غیروں کی بیوی۔

---

[1] اصلاح شیعہ صفحہ ۹۱ اردو ترجمہ [2] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۵۳ [3] تہذیب الاحکام جلد ۷ صفحہ ۱۸۶

بہن، بیٹی اور بھتیجی اور بھانجی وغیرہ کی شرمگاہ پر تو ہاتھ ڈالنے اور متعہ کرنے سے نہ روکتے تھے۔ مگر جب اپنے گھر کی بات آجائے تو منہ پھیر کر ناراضگی اور کراہت کا اظہار فرماتے تھے۔ ہمارے نزدیک تو حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ انتہائی حیا والے حضرات میں سے تھے اور حیادار انسان کبھی بھی اس قسم کی اجازت نہ تو اپنے لیے دے سکتا ہے اور نہ عزیزوں کے لیے۔

(۴) عمار کہتے ہیں کہ :-

قال ابو عبد اللہ لی ولسلیمان بن خالد قد حرمت علیکما المتعۃ من قبلی ما دمتما بالمدینۃ لانکما تکثران الدخول علیّ واخاف ان تواخذا فیقال ھؤلاء اصحاب جعفر [1]

ترجمہ: امام جعفر نے مجھے اور سلیمان بن خالد سے فرمایا کہ میں تم پر متعہ کو حرام کرتا ہوں جب تک کہ تم مدینہ میں رہو۔ کیونکہ تم دونوں کا میرے پاس اکثر آنا جانا ہوتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تم دونوں یہاں (متعہ کرتے ہوئے) پکڑے جاؤ تو لوگ کہیں یہ تو جعفر کے دوستوں میں سے ہیں۔

اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ متعہ والے عمل کو فحش اور معیوب سمجھتے تھے اور اس کی حرمت واضح کرتے تھے۔ نیز اپنے بارے میں یہ نہ برداشت کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ان پر اس قسم کا شک کرے۔ اس سے غور کیا جا سکتا ہے کہ اگر متعہ کی اجازت قرآن وحدیث میں ہوتی تو اس سے آپ کیوں روکتے؟ بلکہ علی الاعلان فرماتے کہ تم دونوں ضرور کرنا؟ قرآن وحدیث پر عمل کرنے میں خوف کیسا؟ اور شرم کیسی؟ لیکن روایت بتلا رہی ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ فعل معیوب اور فحش تھا۔

مذکورہ بالا شیعہ روایات کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آئمہ اہلبیت بھی متعہ کے فعل کو معیوب سمجھتے ہیں اور اسے انتہائی فحش فعل قرار دے کر اپنا چہرہ پھیر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ حرام ہے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کی حرمت قیامت تک ہے۔ فافھم وتدبر یا اولی الابصار۔

---

[1] فروع کافی جلد ۵ صفحہ ۴۶۷ وسائل الشیعہ جلد ۷ صفحہ ۴۵۷

ابتدائے اسلام میں متعہ کی اباحت کی حقیقت

ابتدائے اسلام میں جس قسم کے متعہ کی اجازت دی گئی تھی وہ، وہ متعہ ہرگز ہرگز نہ تھا جس کی تفصیل شیعی کتابوں میں موجود ہے۔ کیونکہ یہ متعہ تو صریح زنا ہے جس کی اجازت کسی کے لیے نہیں کیونکہ زنا ایک ایسی خباثت ہے جس کو کسی شریعت نے پسندیدہ نہیں جانا۔ بلکہ ہر شریعت نے عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے ایسی برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے سزائیں تجویز کیں ہیں۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

جو متعہ شروع اسلام میں جائز یعنی غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت صرف نکاح موقت کی تھی یعنی ایک مدت معینہ کے لیے گواہوں کے سامنے ولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا جائے اور مدت معینہ گزر جانے کے بعد بلاطلاق کے مفارقت ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد استبراء رحم کے لیے ایک مرتبہ ایام ماہواری یعنی ایک حیض کا آنا ضروری تھا تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ اس قسم کا نکاح ایک برزخی مقام ہے یعنی ان قیود و شرائط کے ساتھ نکاح موقت، نکاح مطلق، اور زنا محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ نکاح متعہ کی صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول اور ولی کی اجازت ضروری ہے اور مرد سے علیحدہ ہو جانے کے بعد اگر دوسرے مرد سے نکاح متعہ کرنا چاہے تو جب تک ایک حیض نہ آجائے اس وقت تک دوسرے سے نکاح متعہ نہیں کر سکتی تھی۔[1]

اس سے پتہ چلا کہ ابتدائے اسلام میں جو متعہ غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت شیعی متعہ کی حقیقت سے بہت ہی مختلف ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

یہ متعہ نکاح موقت تھا شیعی اصطلاح والا متعہ نہ تھا۔ اس کے لیے نکاح اور تزویج کے الفاظ صریح طور پر ملتے ہیں

---

[1] معارف القرآن: جلد ۲ صفحہ

(۱) — حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں :-

فرخص لنا ذلک ان نتزوج المرأۃ. [۱]

ترجمہ: پس ہم کو عورت سے نکاح (متعہ) کرنے کی رخصت دی

ایک اور روایت میں ہے کہ :-

نھی عن نکاح متعۃ. [۲]

ترجمہ: منع فرمایا نکاح متعہ سے۔

حضرت امام بخاریؒ حضرت امام مسلمؒ حضرت امام ترمذیؒ وغیرہ حضرات محدثین رحمہم اللہ باب نکاح متعہ کا عنوان قائم کر کے اس کی صراحت کرتے ہیں کہ یہ نکاح کی ایک صورت تھی

اس حدیث میں لفظ تزویج اور نکاح اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ وہ متعہ ہرگز نہ تھا جو شیعہ کرتے ہیں بلکہ یہ نکاح موقت تھا۔

المتعۃ المذکورۃ ھی النکاح الموقت. [۳]

ترجمہ: مذکورہ متعہ یہ دراصل نکاح موقت تھا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ :-

ان المتعۃ التی یأمرھا من الصحابۃ انما کانت الی اجل اعنی النکاح الموقت وھکذا وقع فی حدیث سبرۃ عند ابن جریر بلفظ تزوجتھا کان ھو النکاح الموقت. [۴]

ترجمہ: صحابہ کرامؓ میں جس متعہ کا ذکر ملتا ہے یہ درحقیقت نکاح موقت تھا اور حضرت سبرہؓ کی حدیث جو ابن جریر نے نقل کی ہے اس میں لفظ تزوجتھا اس پر دلالت کرتا ہے ..... یہ نکاح موقت ہی تھا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جس متعہ کا ذکر ملتا ہے اس سے مراد نکاح موقت ہے اور علماء اہلسنت کی تصریح کے مطابق اس نکاح موقت میں نفقہ اور سکنی بھی لازم تھا نہ کہ وہ متعہ جو شیعہ بیان کرتے ہیں اور یہ بات بھی پیش نظر رکھیے کہ آنحضرت

---

[۱] صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶۳ [۲] صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۲ [۳] منتقی شرح موطا جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ [۴] فتح الملہم جلد ۳ صفحہ ۴۴۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی حکم الٰہی کے تحت حرام فرما دیا چہ جائیکہ شیعی روایت والا متعہ جائز ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) — اس نکاح موقت کی مدت بھی بہت ہی کم رہی تھی یعنی زیادہ دنوں تک اس کی اجازت نہ تھی بلکہ تین دن مخصوص حالات کے پیش نظر غیر ممنوع رہا۔

حضرت علامہ قرطبیؒ (۶۷۵ھ) لکھتے ہیں:۔

الروایات کلہا متفقۃ علیٰ ان زمن اباحۃ المتعۃ لم یطل[1]

ترجمہ۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ متعہ (نکاح موقت) کی اباحت کا زمانہ بہت تھوڑا تھا۔

یعنی تمام احادیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نکاح موقت بہت کم دنوں کے لیے رہا۔ بعض روایات میں صرف تین دن کی اجازت منقول ہے۔ اس کے بعد بالآخر اس کی ابدی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔ اب کسی کو اس بات کا اختیار نہیں کہ پیغمبر کے حرام فرما دینے کے بعد اس کے حلال ہونے کا فتوے صادر کرے۔ جو شخص یا گروہ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں وہ دوسرے لفظوں میں جدید نبوت کا اعلان کرتے ہیں اور دین سے بغاوت کرتے ہیں جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

(۳) — یہ نکاح موقت ولی کی اجازت اور گواہوں کے روبرو ہوتا تھا یعنی چوری چھپے یہ کام نہ ہوتا تھا بلکہ لوگوں کو اس کا علم ہوتا تھا کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ نکاح موقت کیا ہے۔ صرف متعہ کرنے والا کبھی اس قسم کے اعلان کی جرأت نہیں کر سکتا اور نہ کر سکے گا کیونکہ یہ زنا ہے اور زانی میں اتنی جرأت نہیں ہوتی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ۔

کان ھو النکاح الموقت بحضرۃ الشھود کما یدل علیہ حدیث سلیمان بن یسار عن ام عبد اللہ ابنۃ ابی خیثمۃ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ عند ابن جریر وفیہ فشارطھا واشھد واعلیٰ ذٰلک عدولا[2]

---

[1] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۴۸ [2] فتح الملہم جلد ۳ صفحہ ۴۴۲

ترجمہ۔ یہ نکاح موقت تھا گواہوں کے سامنے ہوتا تھا جیسا کہ اس پر سلیمان بن یسار کی حدیث جو ام عبد اللہ بنت ابی خثیمہ سے مروی ہے دلالت کرتی ہے ایک شخص کے واقعہ میں جو صحابی رسول تھا۔ ابن جریر نے اشارہ کیا ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ اس عورت سے شرط کی تھی اور اس پر عادل گواہ قائم کیے تھے۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں۔

نکاح متعہ کی اس صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول اور ولی اجازت ضروری ہے۔[1]

حضرت ابن عطیہؒ فرماتے ہیں۔

وکانت المتعۃ ان یتزوج الرجل بشاھدین واذن الولی الی اجل مسمی[2]

ترجمہ۔ اور یہ متعہ (نکاح موقت) یہ تھا کہ مرد دو گواہوں کے سامنے اور ولی کی اجازت سے وقت مقررہ تک تزویج کرے

فقہاء کرام متعہ اور موقت نکاح کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وعدم اشتراطھا الشھود فی المتعۃ و فی الموقت الشھود[3]

ترجمہ۔ متعہ (شیعی) میں گواہ شرط نہیں، اور نکاح موقت میں گواہوں کی شرط ہے (یہ ہے فرق متعہ اور نکاح موقت میں)

مولانا محمد حسن سنبھلیؒ لکھتے ہیں کہ۔

ان حضور الشھود غیر مشروط فی المتعۃ وانما ھو فی الموقت و ھذا ھو الفرق بینھما[4]

ترجمہ۔ متعہ میں گواہوں کی شرط نہیں ہے لیکن نکاح موقت میں شرط ہے اور یہ ہے فرق ان دونوں کے درمیان۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتداء اسلام میں جو نکاح موقت

---

[1] معارف القرآن جلد ۲ صفحہ [2] تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ [3] فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۲ [4] حاشیہ مسند الاسلام صفحہ ۳۳۶

ہو کرتا تھا اس میں گواہ بھی ہوتے تھے اور ولی ہوتا تھا، لوگوں کو معلوم بھی ہوتا تھا، مگر متعہ شیعی کہ جس میں نہ ولی کی ضرورت، نہ گواہوں کی ضرورت، نہ اعلان کی ضرورت، غور فرمائیے دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اور یہ زنا اور نکاح والا فرق ہے یا نہیں؟

اگر آپ علمائے اہلسنت کے ارشادات سے مطمئن نہ ہوں تو لیجئے شیخ الطائفہ شیخ طوسی (۴۶۰ھ) سے بھی سن لیں اور ہمارے دلائل کی تائید کریں، معلی بن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا۔

جعلت فداك كان المسلمون على عهد النبي صلى الله عليه و آله يتزوجون بغير بيّنة ؛ قال لا۔[1]

ترجمہ: میں آپ پر قربان جاؤں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ متعہ بغیر گواہوں کے ہوتا تھا، آپ نے فرمایا نہیں (یعنی گواہ ہوتے تھے) شیخ الطائفہ لکھتے ہیں:۔

انهم ما تزوجوا الا بيّنة و ذٰلك هو الافضل۔[2]

ترجمہ: کہ وہ لوگ بغیر گواہوں کے نہ کرتے تھے اور یہی افضل ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب نکاح موقت کی اجازت تھی اس میں دو گواہ ہوتے تھے اور ان لوگوں نے گواہوں کے بغیر نکاح موقت کبھی نہ کیا تھا مگر ان سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کی حرمت کا اعلان بھی فرما دیا، کہاں نکاح موقت اور کہاں متعہ — آخر اللہ کی اجازت نہ تو پہلے تھی نہ بعد میں، ورنہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

(۴) — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی ایک اضطراری حالت کے ضمن میں تھی نہ یہ کہ ہر شخص کو اس کی اجازت تھی، سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہ جن کو سب سے زیادہ یہ لوگ اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں — تئیے ان ہی سے معلوم کرلیں کہ یہ نکاح موقت بھی کس حالت کے لیے تھا، اور اس کی نوعیت کیا تھی، جب آپ کی طرف سے متعہ کے مطلق

---

[1] الاستبصار جلد ۳ ص ۱۴۸ [2] ایضاً

حلال ہونے کا انتساب کیا گیا تھا۔

واللہ ما بھذا افتیت ولا ھذا اردت ولا احللت منھا الا ما احل اللہ من المیتۃ والدم ولحم الخنزیر[1]

ترجمہ۔ خدائے پاک کی قسم میں نے یہ فتوے نہیں دیا اور نہ میرا یہ مطلب تھا کہ میں نے اس کے حلال ہونے کو بیان کیا جو کہا وہ ایسا ہے جیسے خدا نے مردار کا گوشت اور خون اور سور کا گوشت حلال کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے آپ کے غلام نے کہا یہ اجازت تو انتہائی اضطراری حالات میں ہی تھی؟

آپ نے فرمایا نعم۔ ہاں[2]

یعنی یہ صرف اضطراری حالت سے متعلق تھی۔

ابن ابی عمرہؓ بھی کہتے ہیں:۔

انھا کانت رخصۃ فی اول الاسلام لمن اضطر الیھا کالمیتۃ والدم ولحم الخنزیر ثم احکم اللہ الدین ونھی عنھا[3]

ترجمہ۔ ابتدائے اسلام میں نکاح موقت کی رخصت تھی مگر اس کے لیے جو کہ انتہائی مجبور ہو جیسے زحالت اضطرار میں) مردار کا گوشت، خون اور سور کا گوشت ہوتا ہے پھر اللہ نے دین کو محکم کر دیا اور اس سے (بھی) روک دیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس نکاح موقت کے مطلق حلال ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ آپ کا یہ مطلب کبھی تھا بلکہ آپ کے نزدیک اس کی اباحت صرف ایک اضطراری حالت کے پیش نظر تھی کہ جس طرح کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں مردار سور کا گوشت کھاتا ہے یا خون پیتا ہے تو اس پر شریعت کی گرفت نہیں لیکن اس کو حلال سمجھ کر ہی کھاتے رہنا، یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہ تھا یہ احکام ایک غیر اختیاری اور اضطراری حالت سے متعلق ہیں نہ کہ اختیاری اور غیر اضطراری حالت سے متعلق۔ گویا حضرت ابن عباسؓ اس

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۶ [3] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۵۲

اباحت کے درپردہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر اسے مُردار، سور کے گوشت اور خون کے ساتھ ملا رہے ہیں۔

لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب کرام کے ارشادات اور دلائل کے بعد اپنے اس قول سے بھی رجوع فرما لیا اور اس کی حرمت عام کر دی۔ اسے کسی صورت میں بھی درجہ جواز میں نہ رہنے دیا۔

⑤ — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی صرف حالت سفر سے متعلق تھی۔ اپنے شہر میں رہنے والے لوگوں کو اس کی ہرگز اجازت نہ تھی۔ حضرت امام طحاوی (۳۲۱ھ) لکھتے ہیں:۔

کل ھؤلاء الذین رووا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطلاقھا اخبروا انھا کانت فی سفر وان النھی لحقھا فی ذٰلک السفر بعد ذٰلک فمنع منھا ولیس احد منھم یخبر انھا کانت فی حضر وکذٰلک روی عن ابن مسعود[۱]

ترجمہ: جن لوگوں نے حضورؐ سے متعہ کی اباحت کو نقل کیا ہے ان سب نے یہی کہا ہے کہ یہ وقتی اباحت صرف حالت سفر میں ملی تھی اور پھر اس سفر میں اس کی ممانعت کا اعلان ہوا اور اس سے روک دیا گیا اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں، جس نے کہا ہو کہ یہ اباحت حالت حضر (یعنی اپنے شہر) میں بھی تھی۔ جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ حالت سفر سے متعلق تھا۔

حضرت امام حازمیؒ (ھ) فرماتے ہیں:۔

وانما کان ذٰلک فی اسفارھم ولم یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اباحہ لھم فی بیوتھم[۲]

ترجمہ: اور یہ اباحت حالت سفر سے متعلق تھی اور ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں میں رہنے کی حالت میں بھی اجازت دی تھی (یعنی صرف حالت سفر میں ایسا ہوا تھا)۔

---

[۱] تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۱۳۱ [۲] کتاب الاعتبار صفحہ ۱۷۸

احادیث کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ پھر حالتِ سفر میں بھی ممانعت ہی آگئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں سے الگ ہو جانے کا حکم دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ :-

① یہ معاملہ سفر سے متعلق تھا حضر میں اس کی کوئی صورت نہ تھی

② اور پھر حالتِ سفر میں بھی اس کی حرمت واقع ہو چکی۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمِ الٰہی کے مطابق قیامت تک اس کی حرمت بیان کر دی ہے خواہ وہ حضر میں ہو خواہ سفر میں۔ اب یہ ہر حالت میں ممنوع ہے

ایرانی صدر مسٹر رفسنجانی کے بیان میں ان تمام تصریحات سے قطع نظر کھلے عام چھٹی دے دی گئی کہ جو جہاں ہے وہیں متعہ کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ وقتی اجازت سفر میں تھی اور وہ بھی ممنوع ہو چکی ہے۔ ایرانی صدر نے اس اعلان کے ذریعہ شریعت محمدیہ کے چہرہ کو مسخ کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ حد درجہ لائقِ مذمت ہے۔

⑥ —— نکاح مؤقت میں جدائی کے بعد اس بات پر بھی پابندی تھی کہ نکاح مؤقت کرنے والی جدائی کے بعد ایک مرتبہ ایامِ ماہواری تک کسی دوسرے سے نکاح مؤقت نہ کرے تاکہ دوسرے مرد کے نطفہ کے اختلاط سے محفوظ رہے۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔

هل عليها عدة قال نعم حيضة.[1]

ترجمہ۔ کیا اس نکاح مؤقت کرنے والی عورت پر عدت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس پر ایک حیض کا انتظار کرنا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عورت کو حمل قرار پا گیا تو پھر یہ بچہ اس کے باپ کے نام سے پہچانا جاتے۔ یہی وجہ تھی کہ ولی اور گواہوں کا موجود رہنا ضروری تھا۔ تاکہ ان حالات میں وہ اس بات کی گواہی دے سکیں کہ یہ بچہ تیرا ہی ہے۔

مگر شیعہ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں جو متعہ ہے اس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ ولی کی اور نہ اعلان کی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر عورت کو حمل قرار پا گیا تو بچہ کا باپ کوئی نہیں؟

---

[1] تفسیر قرطبی جلد ۵ ص۱۳۲

ایک عورت تو ۱۰ دن کے عرصہ میں نہ معلوم کتنے لوگوں سے متعہ کرے گی. اس حالت میں کیا کوئی مرد اس نطفہ کی ذمہ داری لینا منظور کرے گا کہ یہ بچہ میرا ہی ہے؟

ابتدا میں جو صورت تھی سو تھی اب اسلام میں نکاح موقت کی اباحت کو بھی منسوخ کر دیا گیا. اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا. اس لیے اب اس صورت کی اجازت دینا ایک شرعی حکم کی صریح مخالفت کر کے فسق و فجور اور بے شرمی و بے حیائی کی راہ کھولنا ہے اور اسلام اس کا سخت مخالف ہے.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس اباحت کے قول کو مذکورہ بالا تشریحات کے پیش نظر پرکھا جائے. پھر فیصلہ کریں کیا سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اب بھی اس کا مباح ہونا تسلیم کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں. بلکہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ، سیدنا محمد بن حنیفہؒ. اور دیگر صحابہ کرامؓ سے بحث و مباحثہ کے بعد آپ نے اس نکاح موقت کی اباحت والے قول سے بھی رجوع فرما لیا تھا اور تائب ہونے کا اعلان فرمایا تھا.

اس صراحت کے بعد سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو قائلین جواز میں گرداننا صریحاً ظلم اور بہتان عظیم ہوگا.

شیعہ علماء کی پہلی دلیل

شیعہ علماء کی جانب سے انتہائی اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے متعہ کے حلال اور جائز ہونے پر چند دلائل دیے جاتے ہیں. آئیے ان دلائل پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں.

شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ متعہ ہمیشہ کے لیے حلال ہے یہ کبھی حرام نہ ہوا. وہ اپنے استدلال میں قرآن کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:-

فما استمتعتم به منهن فاٰتوهن اجورهن فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم به من بعد الفريضة. (پ۵ النساء ع ۴)

شیعہ حضرات کے امام المحدثین سے لے کر تمام چھوٹے بڑے محدثوں، مفسروں، فقیہ اور مجتہدوں نے اسی ایک آیت کا سہارا لیا ہے اور متعہ کا حلال ہونا بیان کیا ہے.

الجواب۔ قارئین کرام نے پچھلے صفحات میں اس آیت سے متعلق تشریح پڑھ لی ہو گی کہ اس آیت کا شیعی متعہ سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ حلال عورتوں سے نکاح کرو اور جب تم ان سے جنسی فائدہ اٹھاؤ تو مہر بھی ادا کر دیا کرو۔ ٹال مٹول کی کوشش نہ کرو۔ قرآن پاک کی اس آیت کے سیاق و سباق کو ملا کر پڑھیے تو پتہ چل جائے گا اس آیت میں متعہ اصطلاحی کا نہ تو بیان ہے اور نہ گنجائش بلکہ دیکھا جائے تو یہی آیت متعہ کی حرمت واضح کر دیتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں محصنین اور غیر مسافحین کے الفاظ اس کی حرمت کو واضح کر رہے ہیں کہ اس کا نکاح مقصد وقتی اور مستی نکالنا نہ ہو بلکہ قید احصان میں رکھو (یعنی دائمی بیوی بنا کر رکھو) محض شہوت پوری کرنا ہی مقصود نہ ہو جب کہ شیعی متعہ میں نہ تو متعہ والی عورت کو بیوی کا درجہ ملتا ہے نہ بیوی کے حقوق بلکہ مقصد مستی ہی نکالنا ہوتا ہے۔

غور فرمایئے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کریمہ ،،حلت،، متعہ پر دلالت کر رہی ہے۔ یا حرمت متعہ پر۔ (ظاہر ہے کہ حرمت متعہ پر) اور اگر شیعوں کا متعہ اصطلاحی مراد لیا جائے تو پھر اس آیت کی ترکیب ہی بگڑ جائے گی اور ماقبل کی آیت و الفاظ سے صریح تعارض لازم آئے گا کہ اول تو نکاح اور شرائط نکاح کا ذکر ہو اور آخر میں بغیر کسی شرط کے عورتوں سے شہوانی استمتاع کی اجازت دے دی جائے؟

○ علاوہ ازیں قرآن پاک کی دوسری آیات میں صراحتہً یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ بیوی اور مملوکہ باندی کے علاوہ کسی اور غیر محرم کے ساتھ اس قسم کے جنسی تعلقات کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں ہے۔

○ شیعہ علماء کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اس مقام پر م۔ت۔ع۔ اور اس کے بعد اجورھن ملا کر شیعی متعہ سمجھ لیا اور اس کے درپے ہو گئے کہ یہ حلال ہے اپنے اسی قول کی لاج رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی جانب فضائل و مناقب کی روایات وضع کیں۔ تاکہ متعہ کے حلال ہونے کو تقویت مل سکے۔

مگر افسوس کہ انہیں اس کا ہرگز خیال نہ آیا کہ جو فعل ایک غیرت مند امتی برداشت نہیں کر سکتا کیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی غیرت برداشت کر لیتی تھی؟

بہرحال اس آیت کا متعہ اصطلاحی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت سے متعہ کی حرمت واضح ہوتی ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب

شیعی علماء کہتے ہیں کہ اس آیت کا نزول اس طرح ہوا تھا۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی جس میں وقتی متعہ کی اجازت تھی اور یہ روایت سنیوں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ متعہ جائز ہے۔

الجواب :

① قرآن پاک سنیوں اور شیعہ حضرات کے گھروں میں موجود ہے۔ کیا کوئی شخص قرآن کریم سے مذکورہ آیت الی اجل مسمی کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کر سکے گا؟

② جہاں تک شیعوں کے قرآن کا تعلق ہے تو ہم ان کے دعوے کو مدنظر رکھ کر یہ گزارش کریں گے کہ وہ اصلی اور صحیح قرآن جو شیعہ عقیدے کے مطابق امام غائب کے ساتھ غائب ہے نکال کر دکھائیں۔ سردست جو قرآن عام گھروں میں موجود ہے اس میں تو الی اجل مسمی کی قید نہیں ہے۔

③ علمائے اہلسنت کی کتابوں میں اگر اس قسم کے اقوال ملیں تو ان کی حیثیت قرأۃ شاذہ کی ہوگی۔ قرأۃ شاذہ سے متعہ کی اباحت ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے، اور تغیر کو قرآن کی آیت کہہ دینا کتنی ناانصافی ہوگی۔

علامہ مازریؒ فرماتے ہیں کہ الی اجل مسمی والی قرأت شاذ روایت ہے اسے قرآن نہ سمجھو
ھذہ شاذہ لا یحتج بھا قرآنا ولا خبرا ولا یلزم العمل بھا۔[1]

حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسیؒ (۱۲۷۰ھ) متعہ کی حرمت پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔
والقرأۃ التی ینقلونھا عمن تقدم من الصحابۃ شاذہ۔[2]

---

[1] نووی جلد ۱ صفحہ ۴۵۰ [2] روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۷

باقی رہی)، وہ قرأت جو بعض اصحاب سے منقول ہے (یعنی الی اجل مسمی) وہ شاذ ہے (قرآن نہیں)۔

علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ) تشریح کرتے ہیں کہ:۔

واما قراءۃ ابن عباسؓ وابن مسعودؓ وابی ابن کعبؓ وسعید بن جبیرؓ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی فلیست بقرآن عند مشترطی التواتر ولا سنۃ لاجل روایتھا قرآنا فیکون من قبیل تفسیر الآیۃ ولیس ذلک بحجۃ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابی ابن کعبؓ حضرت سعیدؓ سے فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی والی جو قرأت ہے وہ قرآن (کی آیت) نہیں کیونکہ قرآن ہونے کے لیے تواتر کی شرط ہے اور یہ حدیث بھی نہیں کیونکہ یہ روایت اس کا قرآن ہونا نقل کرتی ہے (البتہ زیادہ سے زیادہ) یہ آیت کی تفسیر کے طور پر ہے اور تفسیر (نص اور حدیث کے مقابلہ میں) حجت نہیں۔

اس تشریح سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ الی اجل مسمی کی جو قرأت بعض حضرات صحابہ کرامؓ سے منقول ہے وہ نہ تو قرآن ہے اور نہ قرآن میں پائی جاتی ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ حیثیت قرأۃ شاذہ کی ہو گی جو منسوخ ہے یا پھر اس کو تفسیر کا درجہ دیا جائے گا۔

(۳) اس آیت کی تشریح میں الی اجل مسمی کو تفسیر کا درجہ بھی دیا جاتا تو اس کا مطلب ہرگز وہ نہ ہو گا جو شیعہ علماء بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے نکاح دائمی اور نکاح موقت کا فرق ختم ہو جائے گا۔ حرمت تابیدی کے مقابل ہم یہاں حلت وقتی کیلئے مراد لیں۔ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"الی اجل مسمی" استمتعتم کی غایت ہے اور لفظ اجل نکرہ ہے جو قلیل وکثیر سب کو شامل ہے۔ ایک ساعت قلیلہ سے لے کر زمانہ دراز تک کو اجل کہتے ہیں اور استمتاع کے معنی انتفاع کے ہیں۔ مطلب آیت کا یہ ہوا کہ نکاح

---

[1] نیل الاوطار جلد ۶ ص ۱۴۵

صحیح کے بعد جس قدر اور جتنی مدت بھی تم کو استمتاع اور انتفاع کی نوبت آئے تم کو سارا مہر لازم ہوگا۔ نکاح کے بعد جس شخص نے منکوحہ سے اجل طویل اور مدتِ دراز تک استمتاع اور انتفاع کیا جس طرح اس پر پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اس شخص پر بھی پورا مہر واجب ہوگا جس نے نکاح صحیح کے بعد اپنی منکوحہ سے استمتاع یا انتفاع قلیل کیا ہو یعنی بقدر خلوت صحیحہ اس سے منتفع ہوا ہو۔ [1]

اس سے پتہ چلا کہ اگر الی اجل مسمی کو تفسیر کے درجہ میں رکھا جائے تو بھی مراد ہرگز متعہ اصطلاحی نہ ہوگا کیونکہ نظم قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں نکاح صحیح کے بعد مہر کا بیان ہے نہ کہ اجرت ممتوعہ کا۔ اور سیاق و سباق میں اسی جانب اشارہ ہے کہ تم عورتوں سے نکاح صحیح کرنے کے بعد خواہ اس سے کچھ عرصہ تک منتفع ہو یا عرصہ دراز تک، بہر حال مہر پورا واجب ہوگا۔ مگر افسوس کہ شیعہ علماء نے نہ تو استمتاع کی غایت سمجھی اور نہ انتفاع کی نہایت۔ بس متعہ اصطلاحی مراد لے کر قرآن کریم کے ساتھ صریح زیادتی کا ارتکاب کیا۔

بہر حال الی اجل مسمی کو قرآن یا حدیث کا درجہ دینا کسی طرح ٹھیک نہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:۔

ہم کہیں گے کہ یہ اس لفظ کو لاتے ہیں جو بالاجماع قرآن میں نہیں اور قرآن کو تواتر بالاجماع شیعہ اور سنی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے۔ پھر کس چیز کو دستاویز بنائیں گے۔ حد یہ کہ کوئی روایت شاذ و منسوخ شدہ ہوگی ایسی روایت کو قرآن کے مقابلے میں جو محکم اور متواتر ہے لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑ کر اس روایت شاذہ پر کہ اب تک کسی سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی تمسک کرنا کس بات پر قیاس کیا جائے اور سنی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی یہ ہے کہ جب دو دلیلیں قوت و یقین میں برابر باہم جھگڑا کریں حلال و حرام میں۔ تو حرمت کو مقدم کرنا چاہئے یہاں شیعہ جو دلیل دیتے ہیں وہ محض مخدوشہ ہے اب

[1] معارف القرآن جلد ۲ ص ۳۹

تک کسی نے یہ قرأت ہی نہیں سنی اور تمام عرب و عجم میں قرآن میں نہ کسی قرآن میں دیکھی۔[1]

حضرت علامہ موسیٰ جار اللہ (ھ) لکھتے ہیں:۔

میری رائے میں زبان و ادب اور اس کے جملے کی عربیت دونوں کو اس بات سے انکار ہے کہ یہ آیت جلیلہ متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہم اس آیت کو جواز متعہ کے لیے مانیں تو اس جملے کی ترکیب ہی بگڑ جاتی ہے اور آیت کا نظم مختل ہو کر رہ جاتا ہے۔[2]

اور اگر بالفرض اجل مسمی کی قرأت لے بھی لی جائے تو پھر احتمال یہ ہے کہ اس مدت کا تعلق مہر کی ادائیگی سے ہو نکاح سے نہیں اس احتمال کے ہوتے ہوئے مدت کو نکاح سے متعلق نہیں کیا جا سکتا۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی (۳۷۰ ھ) لکھتے ہیں:۔

ولو كان فيه ذكر الاجل لما دل ايضا على متعة النساء لان الاجل يجوز ان يكون داخلا على المهر فيكون تقديره فما دخلتم به منهن بمهر الى اجل مسمى فاتوهن مهورهن عند حلول الاجل۔[3]

ترجمہ۔ اگر اس میں اجل مسمی مذکور بھی ہو تو بھی اس سے متعہ النساء ثابت نہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مدت کا تعلق مہر سے ہو۔ بایں تقدیر کہ جب تم ان عورتوں کے پاس جاؤ ایک مہر کے ساتھ جو ایک خاص مدت تک تم نے اپنے ذمہ لیا تھا تو جب وہ وقت آجائے تو اس وقت تک تم یہ مہر ضرور ادا کر دو۔

شیعہ علماء کی تیسری دلیل

شیعہ علماء کے نزدیک جواز متعہ کی تیسری دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:۔

ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها۔ (پ ۲۲ فاطر ع ۱)

شیعی مفسر علی بن ابراہیم قمی (۳۰۵ ھ) کہتا ہے کہ کوفہ کے ایک آدمی نے حضرت امام جعفرؒ

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۹۳ اردو ترجمہ [2] الوشیعہ ص ۱۶۵ اردو ترجمہ [3] احکام القرآن جلد ۲ ص ۱۴۸

سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔

والمتعۃ من ذٰلک۔[1]

شیعی مفسر مقبول احمد دہلوی بھی لکھتا ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اجازت متعہ بھی اسی رحمت کا ایک جزء ہے۔[1]

الجواب :

① قرآن کی اس آیت پاک سے متعہ کے جواز کی دلیل حاصل کرنا ایک انتہائی ظالمانہ اقدام ہے۔ اس آیت پاک کے سیاق پر نظر کریں تو واضح ہوگا کہ اس آیت سے متعہ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سے ماقبل کی آیت میں قدرت خداوندی کا بیان ہے اور اس آیت میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے کہ خداوند قدوس کی قدرت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ وہ چاہے تو بارش، نباتات، عام رزق اتارے۔ اسی طرح روحانی رحمت جیسے پیغمبروں کا مبعوث فرمانا، کتابوں کا بھیجنا۔ اللہ تعالیٰ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے تو پھر کسی کی مجال ہے کہ اس کو بند کر سکے یعنی کسی میں یہ ہمت نہیں کہ بارش اور روزی کو روک سکے یا روحانی رحمت روک سکے۔ وہ بڑا ہی زبردست اور حکمتوں والا ہے ۔۔۔ علاوہ ازیں مابعد کی آیت پر بھی ایک نظر کیجئے تو اس میں بھی قدرت خداوندی کا بیان ہے۔ مگر افسوس کہ شیعہ حضرات نے ائمہ اہلبیت کے نام پر یہ روایت وضع کر لی ہے کہ یہاں رحمت سے مراد متعہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

② حیرت ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کی پوری آیت پر نظر نہیں کرتے۔ صرف آیت کے ایک حصے سے اپنا خود ساختہ مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آیئے پوری آیت ملاحظہ فرمادیں۔

مایفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وھو العزیز الحکیم۔

اور اب اس آیت کا ترجمہ شیعی مترجم فرمان علی سے ملاحظہ کریں۔

---

[1] ترجمہ مقبول صفحہ ۸۶

لوگوں کے واسطے جب اپنی رحمت کے دروازے کھول دے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا. اور وہی ہر چیز پر غالب اور دانا و بینا حکیم ہے۔[1]

اگر شیعہ مجتہدین اپنے دعوے پر اصرار کرتے رہیں تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ پوری آیت کو سامنے رکھیں، اگر بقول آپ کے آیت کا ایک حصہ جواز متعہ کے لیے تھا تو دوسرے حصے کے بارے میں کیا فرمائیں گے ؛ دوسرا حصہ تو اس کی صراحۃً نفی کر رہا ہے اور شیعہ مترجم کے ترجمہ کے یہ الفاظ "جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا"، متعہ کی حرمت کی کتنی واضح دلیل ہو جائے گی۔

کیا کوئی شخص اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ اللہ رب العزت ایک ہی آیت کے ایک حصہ میں جواز متعہ بیان کرے اور دوسرے حصہ میں حرمت متعہ کو بیان کرے یہ تو معاذ اللہ تضاد کا شکار ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ من ھٰذہ الھفوات والخرافات)

حق یہ ہے کہ اس آیت کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ کوئی اس کو جواز متعہ کی دلیل بنا سکتا ہے۔

شیعہ علماء کی چوتھی دلیل

شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز اور حلال ہونے کے سلسلے میں بعض صحابہ کرامؓ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے. شیعہ مجتہدین کی کتابوں میں اور روزنامہ جنگ لندن میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کے حوالے سے کہا گیا کہ متعہ بالکل حلال ہے۔

الجواب :

(۱) گذشتہ صفحات میں یہ بات پوری طرح واضح کر دی گئی کہ ابتدائے اسلام میں جس نکاح موقت کی اجازت تھی (یعنی وہ غیر ممنوع تھا)، وہ شیعی مجتہدوں کا وضع کردہ متعہ نہ تھا. گو اسے متعہ سے ذکر کیا گیا ہے مگر باقاعدہ گواہ ہونے کے باعث وہ ایرانی متعہ نہ تھا — پھر

---

[1] ترجمہ قرآن ص — از فرمان علی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی قیامت تک کے لیے حرام فرمادیا تھا۔

اب نکاح موقت خواہ بصیغہ نکاح ہو یا بصیغہ تمتع دونوں میں سے کوئی جائز نہیں ہے

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ کے نزدیک یہ نکاح موقت گھر یا شہر میں رہنے کی حالت میں نہ تھا کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ حضرت جابرؓ نے نکاح موقت کو مقیم کے لیے بھی جائز قرار دیا ہو۔ آپ کے ارشاد میں نکاح موقت کا ذکر ہے نہ کہ شیعی متعہ کا — اور پھر آپ نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے ارشادِ نبوی سنا تو آپ اس کے بھی قائل نہ رہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ اعتبار اواخر امور کا ہوتا ہے۔ العبرۃ بالخواتیم۔

(۳) حضرت جابرؓ چونکہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر موجود نہ تھے اس لیے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا جلد پتہ نہ چلا کہ یہ نکاح موقت بھی حرام ہو چکا ہے آپ یہی سمجھتے رہے کہ نکاح موقت کی اجازت ہے "تا آنکہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اسکی وضاحت فرمائی۔

(۴) حضرت ابوالنضرہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان متعتین (متعۃ الحج اور متعۃ النساء) پر اختلاف واقع ہو رہا ہے حضرت جابرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جس وقت ہم آپ کے ہمراہ سفر پر تھے کیا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس سے روک دیا پس ہم نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔[1]

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت جابرؓ اس وقت کا حال بیان فرما رہے تھے جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے اور سائل کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ اس وقت یہ ممنوع نہ تھا۔ سیدنا حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (کہ متعہ حرام ہے) کو بالکل عام کر دیا تھا تاکہ اگر کسی شخص کو ممانعت کا علم نہ ہو اسے بھی خبر ہو جائے کہ اب نکاح موقت کی اجازت نہیں رہی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ ایرانی متعہ کے جواز کے ہرگز قائل نہ تھے۔ بلکہ آپ اس واقعہ کی حکایت بیان کرتے ہیں جبکہ

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۵۱

یہ ممنوع نہ تھا۔

(۵) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ایک طویل حدیث ہے جسے امام حازمیؒ نے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہی عن المتعۃ فتوادعنا یومئذ النساء ولم نعد ولا نعود الیہا ابداً۔

ترجمہ: متعہ سے منع فرمادیا تو اس دن عورتوں کو چھوڑ دیا اور پھر ایسا نہیں کیا اور نہ آئندہ ایسا کریں گے۔

اس روایت سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت جابرؓ کے نزدیک بھی متعہ (نکاح موقت) جائز نہ رہا تھا کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا۔

(۶) علاوہ ازیں حضرت جابرؓ ہی سے ممانعت متعہ کی روایات موجود ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

والجابر جملۃ من روی فی تحریمہا وحدیثہ حسن یحتج بہ۔[۱]

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے حرمت متعہ کی روایات موجود ہیں اور آپ کی روایت کردہ حدیث حسن اور صحیح ہے جو کہ قابل حجت ہے۔

مذکورہ وضاحتوں کے باوجود بھی حضرت جابرؓ کو جوازِ متعہ کے قائلین میں شمار کرنا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

شیعہ علماء کی پانچویں دلیل

شیعہ مجتہدوں کے نامور عالم جناب عبد الکریم مشتاق سیدہ حضرت اسماءؓ کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

روالنسائی والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما قالت فعلناہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲]

فتح الملہم جلد ۳ ص۴۴۲ و تفسیر مظہری [۱] فتح الملہم جلد ۳ ص۴۴۲

[۲] تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں ص

الجواب:

(۱) حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے مندرجہ بالا روایت نسائی اور طحاوی کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیئے کہ نسائی شریف میں حضرت اسماءؓ سے مروی اس روایت کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو ہمیں اس کی سند معلوم نہ ہوسکی۔ ممکن ہے قاضی صاحب نے اسے امام نسائی کی سنن کبریٰ سے لیا ہو تاہم اس کی سند دیکھنی ضروری ہوتی ہے۔

(۲) جہاں تک طحاوی شریف کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کتاب میں حضرت اسماءؓ کے دو قول ملتے ہیں۔ ایک متعۃ الحج کے بارے میں اور ایک متعۃ النساء کے بارے میں۔ مگر متعۃ النساء کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماءؓ کے اس ارشاد کا مطلب متعۃ الحج ہے نہ کہ متعۃ النساء (اور خود شیعہ مؤرخ مسعودی نے بھی مروج الذہب میں اسے تسلیم کیا ہے)

(۳) فعلناھا سے مراد کیا ہے متعۃ الحج، نکاح مؤقت یا شیعی متعہ ظاہر ہے کہ اس میں حضرت اسماءؓ اپنا ذاتی فعل بیان نہیں کر رہیں۔ یہ قومی تاریخ بیان کرنے کا ایک اسلوب ہے آپ نکاح مؤقت کے بارے میں جو ابتدائے اسلام میں غیر منسوخ تھا، بیان فرما رہی ہیں کہ اس دور میں ایسا ہوتا تھا اور بس آپ کے بیان کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اب بھی اس کی اجازت ہے یا معاذ اللہ آپ نے ایسا کیا تھا۔

حضرت اسماءؓ نے عرب اسلوب کے مطابق ایک حکایت نقل فرمائی ہے نہ کہ اپنی ذات کا بیان کیا ہے مزید اطمینان کے لیے ہم ایک مثال سے اس کو واضح کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں:-

عن اسماء قال قالت نحرنا فرسا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکلناہ۔[1]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے شرح بخاری میں "ذبحنا" والی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۲۹ [2] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۵۳

ترجمہ۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم اسے کھا گئے۔

شیعہ مجتہدین اس سے یہی سمجھتے ہوں گے کہ پورا گھوڑا حضرت اسماءؓ نے ہی کھایا ہو گا اور پھر اسی گھوڑے کا ماتم ہر سال کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ اسے کیوں کھا گئیں اور اُسے دیکھ دیکھ کر روتے ہیں۔

مذکورہ بالا روایت میں نحرنا (ہم نے نحر کیا) اور ذبحنا (ہم نے ذبح کیا) کے الفاظ سامنے رکھیے۔ عورتوں کا اونٹ کو نحر کرنا اور جانوروں کو ذبح کرنا اس دور میں نہ تو معروف تھا اور نہ ایسا ہوتا تھا مرد ہی جانوروں کو نحر اور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت اسماءؓ اس حدیث میں ایک واقعہ کی حکایت نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑوں کو نحر اور ذبح کیا جاتا تھا۔ آپ کا یہ مطلب نہیں کہ میں جانوروں کو نحر اور ذبح کرتی تھی۔

اس اسلوب بیان سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ فضلناھا سے حضرت اسماءؓ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک وقت تک متعہ (یعنی نکاح مؤقت) ہوتا رہا ہے اور یہ ممنوع نہ تھا اور لوگ کیا کرتے تھے۔

اگر شیعہ مجتہدین مذکورہ وضاحتوں سے بھی مطمئن نہ ہوں تو پھر انہیں سیدنا حضرت علیؓ کے اس ارشاد گرامی کی وضاحت کرنی پڑے گی آپ فرماتے ہیں:۔

لقد کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نقتل ابائنا وابنائنا و اخواننا واعمامنا۔[1]

ترجمہ۔ بے شک ہم حضورؐ کے ساتھ اپنے باپوں بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔

خط کشیدہ الفاظ سامنے رکھیئے اور ثابت فرمایئے کہ کیا سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے اپنے والد محترم خواجہ ابوطالب اور اپنے بھائیوں اور چچاؤں کو حضورؐ کے ساتھ ہو کر قتل کیا تھا۔ (نقتل کا معنی یہ ہے ہم قتل کرتے تھے)۔

---

[1] نہج البلاغۃ جلد ا ص۱۱۱

شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں کہ آپ نے انہیں قتل نہیں کیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اس زمانہ کے حالات بیان فرما رہے ہیں (کہ اس دور میں لوگ دین کے لیے) اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور چچا تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنی ذات کا ذکر کر رہے ہیں۔ (فافھم و تدبر)

سو کسی صاحب علم کو یہ بات ہرگز زیب نہیں دیتی کہ سیدہ حضرت اسماءؓ پر بہتان لگائیں اور اپنی خواہشات کی ترویج کے لیے حضرت اسماءؓ کو بدنام کریں۔

مروج الذہب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ تاریخ مسعودی میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے جناب عبداللہ بن زبیرؓ کو کہا تھا کہ متعہ تجھے کیوں چبھتا ہے؟

سل امك تخبرك فان اول متعة سطع مجمرها بين امك وابيك۔[1]

مسئلہ متعہ اپنی ماں سے پوچھ لے۔ پہلی انگیٹھی متعہ سے تیری ماں اسماء اور باپ زبیرؓ میں گرم ہوئی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابوبکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے متعہ کیا تھا۔

الجواب:

شیعہ مجتہدین نے المسعودی کی مروج الذہب کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ قصہ متعہ الحج کا ہے متعۃ النساء کا نہیں۔ جس جگہ مذکورہ عبارت موجود ہے اس کے بالکل ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں۔

يريد متعة الحج۔ یعنی اس سے مراد متعۃ الحج ہے۔

پوری عبارت دیکھیں

کیونکہ متعہ کی پہلی انگیٹھی اس انگیٹھی سے روشن ہوئی جو تیری ماں اور تیرے باپ کی تھی۔ اس سے مراد متعہ الحج ہے۔[2]

---

[1] مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۹۰ [2] ایضاً جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ اردو ترجمہ۔

شیعہ مجتہدین کا یہ کہنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ متعہ کی پیداوار تھے انتہائی غلط بیانی ہے۔
زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کا نکاح ایک ایسی کھلی حقیقت ہے کہ تقریباً تمام مورخوں اور تذکرہ نگاروں نے اسے ذکر کیا ہے — خود المسعودی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کی باقاعدہ شادی ہوئی تھی اور اس وقت حضرت اسماءؓ کنواری تھیں۔

لان الزبیر تزوج اسماء بکرا فی الاسلام وزوجہ ابو بکر معلنا فکیف تکون متعۃ النساء۔[1]

ترجمہ۔ حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ کے ساتھ باکرہ ہونے کی حالت میں اسلام میں شادی کی تھی اور حضرت ابوبکرؓ نے کھلے عام یہ شادی کرائی تھی۔ پس اس سے کیسے متعۃ النساء ثابت ہو سکتا ہے۔

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کے درمیان جو شتہ تزویج کا تھا تمتع کا نہیں۔

محاضرات راغب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین محاضراتِ راغب کے حوالہ سے بھی حضرت اسماءؓ پر متعہ کا الزام لگاتے ہیں ان کا مجتہد اثیر جاڑوی لکھتا ہے:۔

محاضراتِ راغب جلد ۲ صفحہ ۹۴ اٹھا کر دیکھیں عظیم صحابی زبیر بن العوامؓ اور جلیل القدر صحابیہ اسماء بنت ابی بکرؓ خواہر ام المومنین عائشہؓ نہ صرف حضرت عمرؓ کی قولی مخالفت کرتے ہیں بلکہ حکم متعہ پر عمل کر کے ان کا رد کرتے ہیں جس سے عبداللہ بن زبیرؓ جیسا عظیم القدر سپوت جنم لیتا ہے۔[2]

الجواب:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو متعہ کی پیداوار قرار دینا شیعی مجتہد کا بڑا جھوٹ ہے شیعہ مجتہد کے پاس اس کی کوئی صریح روایت نہیں ہے۔ انہوں نے المسعودی کے دامن میں پناہ

---

[1] مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۸۲ [2] دیکھئے جواز متعہ صفحہ ۶۸

لینے کی کوشش کی لیکن مسعودی (باوجودیکہ ان کا ہم مذہب ہے) وہ بھی ان کے کچھ کام نہ آسکا۔ اب شیعی مجتہد نے محاضرات راغب اصفہانی کے حوالے سے اس الزام کو دُہرایا ہے۔ ہم اس الزام کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھتے ہیں اور شیعی مجتہد سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کی سند پیش کرو۔

جہاں تک راغب اصفہانی کے مذہب کا تعلق ہے تو یاد رکھیئے یہ شیعہ حکماء میں سے ہے۔ شیخ حسن بن علی الطبرسی (ھ) نے اپنی کتاب اسرار الامامہ کے آخر میں صاف لکھا ہے۔

انہ ای الراغب کان من حکماء الشیعۃ الامامیۃ لہ مصنفات فائقۃ مثل المفردات فی غریب القرآن وافانین البلاغۃ و المحاضرۃ۔[1]

ترجمہ۔ راغب اصفہانی شیعہ امامیہ کے حکماء میں سے تھا اس کی اعلیٰ تصانیف ہیں جن میں مفردات غریب القرآن افانین البلاغۃ والمحاضرہ بھی ہیں۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ راغب اصفہانی شیعہ امامیہ تھا۔ سو اس کا قول شیعوں پر تو حجت ہو سکتا ہے اہلسنت پر نہیں۔۔۔ جب آپ اس کی مزید پڑتال کریں گے تو متعہ الحج کے سوا کوئی حوالہ نہیں مل سکے گا۔

شیعہ علماء کی چھٹی دلیل اور اس کا جواب

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت عمران بن حصین کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے ہرگز منع نہیں فرمایا اور متعہ کی ممانعت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔[2]

الجواب:

شیعہ علماء کی یہ دلیل بھی ایک فریب اور مغالطہ ہے۔ لفظ متعہ سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ اس

---

[1] الکنی والالقاب جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ اعیان الشیعہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۵ صفحہ ۴۵

[2] ہم متعہ کیوں کرتے ہیں صفحہ ۱۱ از مولوی عبد الکریم مشتاق شیعی

میں متعۃ النساء ہی مراد ہے قطعاً بے بنیاد اور مذموم دعویٰ ہے کیونکہ حضرت عمران بن حصینؓ کا ارشاد متعۃ الحج کے بارے میں ہے نہ کہ متعۃ النساء کے متعلق حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں حضرت عمران بن حصینؓ کے اس قول کو کتاب الحج میں بایں عنوان نقل فرمایا ہے۔

باب التمتع علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

اور حضرت امام مسلمؒ نے بھی اس قول کو احادیث کے ضمن میں نقل کیا ہے۔[2]

اس سے واضح ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کے اس ارشاد کا تعلق متعۃ الحج (حج تمتع) سے ہے متعۃ النساء سے نہیں (عورتوں کے متعہ سے نہیں)، حضرت عمران بن حصینؓ خود بھی حج تمتع کی تصریح کرتے ہیں۔ ابو رجاءؓ سے مروی ہے آپ نے متعۃ الحج کے بارے میں کہا تھا۔

قال قال عمران بن حصین نزلت ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ یعنی متعۃ الحج وامرنا بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی مات۔[3]

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) ان تمام احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کی اس سے مراد حج تمتع تھی۔

وھذہ الروایات کلھا متفقۃ علی ان مراد عمران التمتع بالعمرۃ الی الحج جائز وکذٰلک القران[4]

شیعہ مجتہدین حضرت عمران بن حصینؓ کے ارشاد کا نصف حصہ نقل کرتے ہیں بقیہ نصف شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں کیونکہ پوری حدیث میں متعۃ النسا کا ذکر تو کجا اس کا اشارہ تک نہیں بلکہ اس میں کئی پیرایوں میں متعۃ الحج کی تصریح ہے۔ حدیث کے نصف حصہ کو نقل کرنا اور اور اس کے ذریعہ اپنا مخصوص "متعہ" ثابت کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے

شیعہ علماء کی ساتویں دلیل

شیعہ علماء اور مجتہدین متعہ کے جائز ہونے پر یہ استدلال کرتے ہیں کہ حنفیوں کے بڑے امام صاحب ہدایہ نے حضرت امام مالکؒ سے متعہ کا جائز ہونا نقل کیا ہے۔ اس لیے متعہ

---

[1] صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۳ [2] صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۰۲ [3] ایضاً صفحہ ۴۰۳ [4] ایضاً صفحہ ۴۰۲

بالکل جائز ہے۔

الجواب،

صاحب ہدایہ نے حضرت امام مالکؒ کی جانب جس بات کو منسوب کیا ہے وہ امام مالکؒ کی نہیں ہے۔ اس لیے حضرت امام مالکؒ خود متعہ کی حرمت کے قائل تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔

مالکؒ عن ابن شہاب عن عبد اللّٰہ والحسن ابن محمد بن علی عن ابیھما عن علی ابن ابی طالب ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل لحوم الحمر الانسیۃ [1]

موطا امام مالکؒ کی اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مالکؒ متعہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ اس لیے آپ کی طرف جواز کا جو قول منسوب ہے اس سے مراد امام مالکؒ کے بعض اصحاب ہیں۔ ان میں اور شیعوں میں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا قدر مشترک تھا۔ متعہ کی بات تشنیع کی تھی صاحب ہدایہ نے اسے بعض اصحاب مالک کی بات سمجھ لیا۔ اب اگر متن ہدایہ سے بعض اصحاب مالک کے الفاظ محو ہو گئے ہیں تو کیا اسے سہو کاتب پر محمول نہیں کیا جا سکتا — یہ ہرگز درست نہیں کہ امام مالکؒ جواز متعہ کے قائل تھے۔

حضرت علامہ ابو عمر و یوسف بن عبد البر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں۔

وعلی تحریم المتعۃ مالکؒ واھل المدینۃ وابو حنیفۃ فی اھل الکوفۃ والاوزاعی فی الشام واللیث فی اھل مصر والشافعی وسائر اصحاب الاثار [2]

ترجمہ متعہ کی حرمت پر امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام اوزاعیؒ، امام لیث بن سعدؒ امام شافعیؒ اور سب محدثین متفق ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح تمام فقہا اور محدثین حرمت متعہ کے قائل ہیں، اسی طرح حضرت امام مالکؒ بھی تحریم متعہ کے قائل تھے۔ حضرت علامہ قاضی عیاضؒ مالکی (۵۴۴ھ) نہایت وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں۔

---

[1] موطا امام مالک صفحہ ۲۶۰ [2] اوجز المسالک شرح موطا امام مالک جلد ۴ صفحہ ۲۴۶

وقع الاجماع من جمیع العلماء علی تحریمہا الا الروافض۔[1]

ترجمہ: تمام علماء کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے سوائے رافضیوں کے کہ وہ متعہ کو حلال جانتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیثؒ نے اوجز المسالک جلد ۴ صفحہ ۳۵ میں حضرت امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں بھی یہ بیان کیا ہے۔

شیعہ علماء کی آٹھویں، نویں اور دسویں دلیل کا جواب

بعض شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز ہونے کی دلیل میں اصحاب ابن عباسؓ میں سے حضرت ابن جریجؒ اور حضرت ابن حزمؒ کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک متعہ جائز تھا۔

الجواب:

① شیعہ مجتہدین کا یہ دعوے صحیح نہیں ہے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق گذشتہ صفحات میں تفصیلات عرض کی جا چکی ہیں جن میں یہ بتلا دیا گیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ چند شرائط کے ساتھ اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت) کے قائل رہے۔ مگر پھر آپ نے اس سے رجوع فرما لیا تھا۔ اس لیے آپ کے اصحاب میں اگر کوئی نکاح موقت کا قائل رہا بھی تو اس کی ذمہ داری کسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر نہیں آتی۔ آپ نے اپنے قول سے رجوع فرما لیا تھا اور اسی نظریہ کو اپنا لیا تھا جس پر تمام تمام اہل حق کا اجماع ہے۔ قرآن وحدیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ نکاح موقت کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ حضرت علامہ ابو عمر و یوسف بن عبدالبر مالکیؒ لکھتے ہیں:۔

اصحاب ابن عباس من اهل مكة واليمن على اباحتها ثم اتفق فقهاء الامصار على تحريمها۔[2]

ترجمہ: مکہ اور یمن میں مقیم اصحاب ابن عباسؓ پہلے اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت)

---

[1] فتح الباری جلد ۹، صفحہ ۲۷۰ [2] ایضاً

کے قائل تھے پھر جب ان کو صریح حدیث مل گئی اور ابن عباسؓ کا رجوع بھی معلوم ہوا تو، تمام فقہاء کرام متعہ کی حرمت پر متفق ہو گئے (یعنی ان کے نزدیک بھی متعہ حرام ٹھہرا)۔

اس تصریح کے بعد اصحاب ابن عباسؓ کو قائلین جواز کی فہرست میں شامل کرنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

(۲) اسی طرح حضرت ابن جریجؒ کا بھی ابتداءً یہی نظریہ تھا مگر دلائل حرمت کے واضح ہونے پر آپ نے بھی اس سے رجوع فرما لیا تھا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

وقد نقل ابو عوانه فی صحیحه عن ابن جریج انه رجع عنها[۱]

ترجمہ: حضرت امام ابو عوانہ (۳۱۲ھ) نے اپنی صحیح میں اس بات کو نقل کیا ہے کہ حضرت ابن جریجؒ نے (اپنے اباحت متعہ والے قول سے) رجوع کر لیا تھا۔

(۳) جہاں تک علامہ ابن حزمؒ کا تعلق ہے آپ کا بھی رجوع ثابت ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

وقد اعترف ابن حزم مع ذلك بتحریمها لثبوت قوله علیه السلام انها حرام الی یوم القیامة[۲]

ترجمہ: علامہ ابن حزمؒ نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ متعہ حرام ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ متعہ اب قیامت تک حرام ہے۔

غور فرمائیے اصحاب ابن عباسؓ، حضرت ابن جریجؒ، امام ابن حزمؒ متعہ کی حرمت کے قائل ہیں یا اباحت کے؟ ان تصریحات کے باوجود کوئی اپنی ضد پر اڑا رہے اور مرغے کی ایک ہی ٹانگ کہتا رہے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

حق یہ ہے کہ مذکورہ بالا اکابر بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں، جیسا کہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

---

[۱] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۷۳ [۲] ایضاً صفحہ ۱۷۳

شیعہ علماء کی گیارہویں دلیل اور اس کا جواب

شیعوں کا مشہور مناظر مولوی عبد الکریم مشتاق اپنی کتاب "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں" کے ص۲۱ پر ایک عنوان یوں لکھتا ہے "رسول مقبول نے متعہ کیا تھا" اور اس کی دلیل میں لکھتا ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول نے متعہ کیا تھا۔ (مسند احمد جلد اص۳۳۷)

الجواب:

العیاذ باللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

شیعہ لوگوں کا یہ سرور دو عالم سید المعصومین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بڑا بہتان اور افتراء ہے۔ شاید ہی کسی غیر مسلم نے حضورؐ پر ایسا کوئی بہتان باندھا ہو۔ جن لوگوں کے نزدیک نفسانی خواہشات اور جسمانی لذات ہی حاصل زندگی ہوں، انہیں اس سے کیا غرض کہ ان کے بہتان کی زد میں کون کون آتا ہے۔ جو لوگ عصمت انبیاء اور مقام نبوی سے نا آشنا ہیں، وہی اس قسم کے بہتان و افتراء گھڑ کر اپنے غلط عقائد کی ترویج چاہتے ہیں اور قارئین نے پچھلے صفحات میں ان کی وہ روایات بھی ملاحظہ فرمالی ہیں جن میں دعویٰ کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی العیاذ باللہ متعہ کیا تھا۔

جہاں تک مذکورہ بالا بہتان کا تعلق ہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ افتراء ہے بہتان ہے۔ اگر کسی شیعہ عالم میں جرأت ہو تو وہ مذکورہ بالا حدیث اپنے الفاظ میں پوری نقل فرمادیں اور شیعہ مولوی عبد الکریم مشتاق کی کچھ تو لاج رکھ لیں۔

اس وقت ہمارے سامنے مسند امام احمد موجود ہے۔ ہم نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی تمام احادیث پر نظر دوڑائی ہے۔ ہمیں کسی جگہ بھی مذکورہ بالا عنوان، اور اس کی دلیل میں (متعۃ النساء) کے الفاظ نہیں ملے۔ جہاں جہاں لفظ متعہ اس میں آیا ہے وہاں متعۃ الحج یعنی حج تمتع مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا تھا۔ لفظ تمتع سے "متعۃ النساء" مراد لینا، اس کی ہمیں کوئی روایت نہیں ملی۔ اگر مجتہد مذکور اپنی پوری تسلی چاہتے ہیں تو وہ اپنی پیش کردہ روایت باب اور صفحہ کی قید سے ہمیں لکھ بھیجیں، ہم ان کی وضاحت کر دیں گے اور اگر ان کا مقصد صرف یہی

ثبوت ظاہر کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی قدر پر بہتان باندھنا ہے تو ہم اہلسنت ایسی اوچھی حرکت کی کبھی جسارت نہیں کر سکتے۔

شیعہ علماء کی بارہویں دلیل

شیعہ علماء حضرت امام ابن جریر طبریؒ (۳۱۰ھ) کی تفسیر میں سے چند اقوال نقل کرتے ہیں کہ متعہ حلال اور جائز ہے؟

الجواب:

حضرت علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں اباحتِ متعہ کے بعض اقوال نقل کیے ہیں لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ اسلام میں متعۃ النساء کی حلت موجود ہے یا موصوف حلتِ متعہ کے قائل تھے قطعاً غلط ہے۔ یہ تفصیلات آپ کے سامنے آچکی ہیں کہ بعض صحابہؓ لاعلمی کی بنا پر کچھ وقت تک اباحتِ متعہ (یعنی نکاح مؤقت) کے قائل رہے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے حق واضح ہو چکا تو انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع فرمالیا۔ اب علامہ ابن جریر طبریؒ کا ان اقوال کو نقل کرنا متعۃ النساء کو حلال ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ تفصیل بیان کرنے کے لیے ہے۔ اس لیے شیعوں کا ان اقوال سے استدلال قطعاً درست نہیں جہاں تک علامہ ابن جریرؒ کا اپنا بیان ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے نزدیک یہ متعۃ النساء جائز نہیں۔ آپ اباحت اور ممانعت کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

واولی التاویلین فی ذلک بالصواب تاویل من تاولہ فما نکحتم منھن فجامعتموھن فاٰتوھن اجورھن لقیام الحجۃ بتحریم اللّٰہ تعالٰی متعۃ النساء علی غیر وجہ النکاح الصحیح او الملک علی لسان رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔[1]

ترجمہ: (قرآن کی آیت فما استمتعتم کی دونوں تفسیروں میں سے اعلیٰ اور بہتر تفسیر یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نکاح کرو اور پھر ان سے مجامعت کرو

---

[1] تفسیر ابن جریر جلد ۵ صفحہ ۱۳

توان کو ان کے مہر ادا کر دو، کیونکہ نکاح صحیح اور مملوکہ باندی کے سوا متعۃ النساء کا حرام ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو چکا ہے اور اس پر حجت قائم ہو چکی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علامہ طبری ؒ نے متعہ کی اباحت و ممانعت میں سے ممانعت متعہ اور حرمت متعہ کے قول کو ترجیح دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں متعۃ النساء ہرگز مراد نہیں بلکہ نکاح صحیح مراد ہے اور متعہ کا حرام ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت علامہ طبری ؒ کی اس تشریح کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ موصوف جواز متعہ کے قائل تھے۔

شیعہ علماء کی تیرہویں دلیل کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ متعہ کو حضرت عمرؓ نے منع کیا تھا، اور ایک امتی کے لیے کب جائز ہو سکتا ہے کہ نبی کے قول کو منسوخ کرے؟ اگر ان کے پاس ارشاد رسول نہ تھا تو انہیں متعہ حرام کرنے کی اجازت کس نے دی، یہ عمر کا فتویٰ ہے حضورؐ کا نہیں۔ مولوی عبدالکریم مشتاق صاحب کا کہنا ہے کہ:۔

حضرت عمرؓ نے اسے ممنوع قرار دیا، حالانکہ یہ ممانعت بالکل غیر شرعی تھی۔ کیونکہ حکم قرآن و سنت کے مطابق کوئی امتی اس کا مجاز نہیں ہے کہ شریعت میں خلاف قرآن و سنت تبدیلی کرے [1]

افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر کلیم صدیقی بھی یہی کہتے ہیں کہ:۔
پابندی کا اجراء حضرت عمرؓ سے ہوا اور حضرت عمرؓ کوئی پیغمبر تھوڑے ہی تھے کہ ان کی بات حرف آخر ہو۔ یہ ان کا اجتہادی فیصلہ تھا۔[2]

الجواب:

شیعہ علماء و مجتہدین کا مذکورہ دعویٰ قطعاً بے بنیاد ہے۔ متعہ کا حرام ہونا قرآن و سنت

---

[1] ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟ ص۲۱ [2] ہفت روزہ زندگی لاہور ۸ جون ۱۹۹۰ء

سے واضح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پیارشاد مبارک بڑی صراحت سے ملتا ہے اس لیے یہ کہنا کہ متعہ کو صرف حضرت عمر فاروق رضؓ نے حرام کیا تھا صحیح نہیں ہے کیونکہ حرمت متعہ خود لسان نبوت سے ثابت ہو چکی ہے۔

(۳) اگر بفرض محال سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ نے اپنے دور خلافت میں متعہ کی حرمت بیان کی اور اسے ممنوع قرار دیا تو اس سے یہ نہ سمجھیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت بیان نہ کی تھی اور اگر ایسا ہوتا بھی تو یہ نہ سمجھئے کہ آپ کا یہ حکم لائق اتباع نہ تھا سنی اور شیعہ دونوں اس حقیقت پر متفق ہیں کہ خلفاء راشدینؓ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ [1]

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ تم میری اور میرے خلفاء راشدینؓ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید فرمائی اسی طرح خلفاء راشدینؓ کے ساتھ بھی سنت کا لفظ استعمال فرمایا اور اسے تھامنے کی تلقین کی ہے۔ شیعہ علماء اور شیعی محدثین بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

شیخ ابوالحسن دیلمی نقل کرتے ہیں:۔

فعلیکم بما عرفتم من سنتی بعدی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ [2]

صاحب کشف الغمہ علی بن عیسٰی اردبیلی (۶۸۷ھ) بھی لکھتا ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ:۔

علی ان یعمل فیھم بکتاب اللہ تعالیٰ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ الخلفاء الراشدین۔ [3]

کہ آپ اپنی حکومت میں قرآن کریم اور سنت رسول اور سیرت خلفاء راشدینؓ پر عمل کریں گے۔

مثلاً سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ کے دور خلافت مآب میں ایک شرابی کو اسی کوڑے کی سزا

---

[1] ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۲ [2] ارشاد القلوب جلد ۱ صفحہ ۳۰ [3] کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۰

دی گئی حالانکہ دورِ صدیقی میں چالیس کی سزا تھی۔ مگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ اس حکم کی توثیق و تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین و ابو بکر اربعین و عمر ثمانین وکل سنۃ۔[1]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابو بکرؓ نے شرابی کو چالیس کوڑے کی سزا دی اور حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے کی اور یہ سب سنت ہے۔

اگر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا یہ حکم اور یہ عمل کتاب و سنت کے خلاف تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس کی تصدیق کیوں فرمائی اور اسے وکل سنۃ میں کیسے داخل فرمالیا۔ اور پھر آپ نے اس پر عمل کیوں کیا؟ اگر یقین نہ آئے تو شیعہ حضرات کی حدیث کی کتاب فروع کافی "فصل الحد الشارب الخمر" طبع لکھنؤ پر یہ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

ان فی کتاب علی صلوات اللہ علیہ یضرب شارب الخمر ثمانین۔[2]

ترجمہ: حضرت علیؓ کی کتاب میں ہے کہ شراب پینے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اگر خود اسے ممنوع قرار دیا تھا تو بھی آپ کے پاس اس کے لیے کوئی حکم رسالت مآب ضرور ہوگا۔ از روئے حدیث آپ کا اپنا عمل بھی سنت ہی ہے جو لائق اتباع ہے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ جیسی شخصیت نے بھی اسی کو اپنا اصول ٹھہرایا۔

(۳) اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے اجتہاد سے اسے ممنوع قرار دیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سنا کر اس ممنوعیت کو واضح کیا ہے۔ روایات اس پر شاہد ہیں کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پیش کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ والی خلافت ہوئے تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا:۔

---

[1] صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۷۲ موطا امام مالک صفحہ ۳۵۷ المصنف عبدالرزاق جلد ۷ صفحہ ۳۷۹ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۸۲ کتاب الخراج صفحہ ۱۶۵ ابن ماجہ صفحہ ۱۸۵

[2] فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۰۱

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لنا فی المتعۃ ثلاثۃ ایام ثم حرمہا [1]

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دن کی اجازت دی تھی پھر آپ نے اس کو حرام فرما دیا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد اجتہادی نہ تھا بلکہ احادیث رسول آپ کے پاس موجود تھیں اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی سنایا کرتے تھے۔

حضرت امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں:۔

صعد عمر المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال رجال ینکحون ھٰذہ المتعۃ بعد نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا۔ [2]

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ منبر پر تشریف لائے اور آپ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا۔

حضرت امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) بھی فرماتے ہیں:۔

خطب عمر فنہی عن المتعۃ ونقل ذٰلک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ ذٰلک منکرٌ وفی ھٰذا دلیل علی متابعتہم لہ علی ما نہی عنہ۔ [3]

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا پس آپ نے متعہ سے رد کا اور متعہ کی حرمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے نقل کیا۔ وہاں جتنے صحابہ تھے کسی نے بھی اس پر انکار نہ کیا جو دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت عمرؓ نے جو نہی فرمائی ہے اس سے سب متفق تھے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

انہم لم ینہ عنہا اجتہاداً وانما نہی وانتہا عنہا مستنداً الی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۱ [2] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۰۴ [3] ایضاً صفحہ ۲۰۹ [4] ایضاً صفحہ ۲۰۴

ترجمہ: سیدنا حضرت عمرؓ نے اسے صرف اپنے اجتہاد سے نہ رد کیا تھا بلکہ آپ نے اپنی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل فرمایا جس میں آپ نے متعہ کی حرمت بیان کی تھی۔

ان مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں یہ امر بالکل عیاں ہو جاتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں متعہ کی جس حرمت کو عام اور واضح کیا تھا یہ آپ کا ذاتی اعلان نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کی پوری پوری تائید ان کے پاس موجود تھی اور آپ نے اسی ارشاد نبوی کی روشنی میں حرمت متعہ کو اور زیادہ واضح کر دیا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ حضرت عمرؓ نے محض اپنے قیاس سے متعہ کو حرام قرار دیا تھا۔ درست نہیں کیوں کہ لسانِ نبوت (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) بہت پہلے اس کی حرمت بیان کر چکی تھی۔

شیعی ترکش کا آخری تیر

شیعہ علماء متعہ کے جائز اور حلال ہونے کی حمایت میں کہتے ہیں کہ سنیوں کی کتابوں میں حرمت کی روایات پر اتفاق نہیں۔ اس ضمن میں جو روایات ہیں ان میں ایک سے دوسری مختلف ہے۔ کسی نے کوئی زمانہ بتایا اور کسی نے کوئی۔ اس لیے تحریم متعہ محتاج دلیل ہے اور اس کا حرام ہونا واضح نہیں ہے[1]

الجواب:

اہل سنت والجماعت کی کتب احادیث اور دیگر کتابوں میں متعہ کی حرمت بہت ہی واضح طور پر بیان کی گئی ہے اور حرام الی یوم القیامۃ کی تصریح بھی موجود ہے۔ اب اس روایت سے منہ پھیر لینا شیعوں کو ہی زیب دے سکتا ہے۔ اس کی حرمت کب اور کہاں ہوئی۔ اس میں تو اختلاف ہے لیکن حرمت واقع ہوئی۔ یہ بات ان تمام روایات میں قدر مشترک ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

(۱) بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ اس کی حرمت غزوۂ خیبر میں ہوئی۔ پھر تین دن کے لیے اجازت ملی۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔

---

[1] ہم متعہ کیوں کرتے ہیں ص۱۲

(۲) بعض اکابرین کی رائے کے مطابق متعہ کی حرمت فتح مکہ والے سال ہوئی۔

اس اختلاف کے باوجود دونوں جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ متعہ قیامت تک حرام کیا جا چکا ہے۔ سو اب اس کو حلال قرار دینا شریعت مطہرہ پر زیادتی کرنا ہے۔ محض وقت کی تعیین کے اختلاف کا سہارا لے کر متعہ کو حلال قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش میں کہ آپ کب پیدا ہوئے کتنا اختلاف ہے۔ کوئی کوئی تاریخ بتاتا ہے اور دوسرا کوئی دوسری تاریخ بیان کرتا ہے کیا اس کا یہ مطلب آج تک کسی نے یہ لیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہی نہیں ہوئے۔ شیعہ ایسی بات کہیں تو بے شک ہم اتنے سیاہ جہالت میں نہیں اُتر سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر معراج پر تاریخوں کا کتنا اختلاف ہے۔ اب کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آپ کو معراج کی سیر کروائی ہی نہیں گئی۔

آیئے وقت کی تعیین کے اختلاف کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کر لیں:۔

(۱) جن حضرات اکابر نے غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے ان کا کہنا ہے۔ کہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا۔ پھر فتح مکہ کے وقت اس کی اجازت ملی کیونکہ جو احکام موقع جنگ سے تعلق رکھتے ہیں وہ وقت آنے پر پھر بحال ہو سکتے ہیں فتح مکہ چونکہ بغیر جنگ کے ہوئی اس لیے اس وقت نکاح موقت کا یہ جواز ہمیشہ کے لیے اُٹھا لیا گیا۔ آپ نے اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام نوویؒ حضرت امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات کا یہی رجحان ہے کہ اجازت دو مرتبہ ملی پھر ختم ہو گئی۔ بلکہ حضرت امام شافعیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ متعہ (یعنی نکاح موقت) کے علاوہ اسلام میں کوئی اور ایسی چیز مجھے معلوم نہیں کہ اس کو حرام کیا گیا ہو۔ پھر اس کی اجازت دے دی گئی ہو اور پھر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام کیا گیا ہو۔

یعنی ان حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت خیبر میں ہوئی۔ پھر تین دن کی اجازت ملی۔ پھر ہمیشہ کے لیے اس کی حرمت قائم کی گئی۔

(۲) جن حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت فتح مکہ کے وقت ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ

غزوہ خیبر میں اس کی حرمت کا ہونا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ دیگر احادیث کو مدنظر رکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں (یعنی خیبر میں) ممانعت کا بہ تعیین متعہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ البتہ خیبر میں پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت ضرور بیان ہوئی۔ اور جہاں تک متعۃ النساء کا تعلق ہے یہ اس کے علاوہ ہے اور یہ فتح مکہ میں ہوئی حضرت امام سفیان بن عیینہؒ، حضرت ابو عوانہ محدثؒ، حضرت امام سہیلیؒ، حضرت علامہ ابن عبد البرؒ، علامہ حافظ ابن القیمؒ کا یہی مذہب مختار ہے کہ متعہ کی حرمت دو بار نہیں، ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے اور وہ فتح مکہ والا سال ہے۔ بیان کرنے والے اگر آئندہ دو قول محتمل کو یکجا بیان کر دیں تو اس میں سہو راوی کا گمان ہو سکتا ہے۔

مؤخر الذکر علماء کرام کی رائے پر چند اشکالات ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے۔

(۱) — پہلا اعتراض یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد غزوۂ اوطاس ہوا اس میں تین دن کی اجازت ملی تو فتح مکہ میں حرمت ابدی کیسے متعین کی جائے گی؟

الجواب:

غزوۂ اوطاس فتح مکہ (جو کہ رمضان میں ہوا) کے بالکل ہی متصل ہوا ہے (یعنی شوال میں) چونکہ فتح مکہ اور غزوۂ اوطاس کا زمانہ انتہائی قریب ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے "عام اوطاس" کہا ہے۔ ان کی مراد بھی فتح مکہ ہی ہے۔ زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ان پر عام اوطاس کا اطلاق کر دیا گیا ورنہ حقیقت میں فتح مکہ ہی میں اس کی حرمت ہوئی تھی۔ اور یہ بات بھی ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ اکابر محدثین نے یہی بات کہی ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:۔

وعام اوطاس ھو عام الفتح لان غزوہ اوطاس متصلہ بفتح مکۃ [۱]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) بھی فرماتے ہیں:۔

یحتمل ان یکون اطلق علی عام الفتح عام اوطاس لتقاربھا [۲]

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:۔

یوم فتح مکۃ ھو ویوم اوطاس شیء واحد [۳]

---

[۱] زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۱۸۴ [۲] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۰۳ [۳] نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۰

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حدیث میں عام اوطاس کا ذکر ملتا ہے۔ اس سے مراد فتح مکہ ہی ہے کیونکہ زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کا بیان ہونا کوئی بعید نہیں۔

(۲) — حضرت سبرہؓ کی حدیث جس میں "عام اوطاس" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے فتح مکہ مراد ہونے کی تصریح خود حضرت سبرہؓ بھی کرتے ہیں :-

غزا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مكة ..... ثم استمتعت منها فلم اخرج حتی حرمها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]

آپ ہی سے یہ بھی مروی ہے :-

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمتعة عام الفتح حين دخلنا مكة ثم لم نخرج منها حتی نہانا عنها[2]

آپ ہی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

نهی عن المتعة وقال الا انها حرام من يومكم هذا الى يوم القيامة[3]

آپ ہی حضورؐ کی روایت نقل کرتے ہیں :-

وان اللہ حرم ذلك الى يوم القيامة[4]

بلکہ آپ یہاں تک فرماتے ہیں :-

رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما بين الركن وهو يقول[5] ... الحديث

ان روایات میں تصریح ہے کہ حضرت سبرہؓ کے نزدیک عام اوطاس سے مراد فتح مکہ ہی ہے۔ اس سے قبل صرف تین دن کی اجازت تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی اور باب کعبہ (جو اس وقت رکن یمانی کے پاس ہوتا تھا) کے درمیان کھڑے ہو کر اس حکم الٰہی کو سنایا اور اسے ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا۔ اس لیے عام اوطاس کو فتح مکہ ہی کے ساتھ متصل لیا جائے گا۔

(۳) — اگر عام اوطاس کو فتح مکہ سے الگ کر لیا جائے اور پھر اجازت اور پھر منسوخی پر اصرار کیا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ جنگوں میں ایسا ہوتا ہی رہا لیکن یہ جواب صحیح نہ ہو گا۔ احادیث پاک اس کی تائید کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ پر

[1] صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۵۱ [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً [5] ایضاً [6] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۰۳ ابن ماجہ صفحہ ۱۴۱

(رمضان) میں تو قیامت تک کی حرمت کا اعلان فرما دیں۔ اور اوطاس (شوال) میں پھر اجازت دے دیں۔ ایسا کرنا شان رسالت سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی دنوں میں حرمت ابدی کا نسخ فرما دیں، شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ بھی لکھتے ہیں کہ :۔

ویبعد ان یقع الاذن فی غزوۃ اوطاس بعد ان یقع التصریح قبلھا فی غزوۃ الفتح بانھا حرمت الی یوم القیامۃ۔[1]

ترجمہ: غزوہ اوطاس میں متعہ کی اجازت دینا بعد اس کے کہ اس سے پہلے غزوۃ الفتح میں اس کی حرمت کی تصریح بایں طور الی یوم القیامہ کر چکے تھے بہت ہی بعید معلوم ہوتا ہے (یعنی غزوہ اوطاس میں اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)

(۴) — اگر یہ کہا جائے کہ غزوہ خیبر کی احادیث میں متعہ کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حرمت غزوہ خیبر میں آئی تھی؟

الجواب :

اس کا جواب یہ ہے کہ غزوہ خیبر میں لحوم الحمر الاھلیۃ کی ممانعت آئی تھی متعۃ النساء کا ذکر نہ تھا اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی روایت میں غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے تو یہ بات پیش نظر رکھیے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ جس طرح متعۃ النساء کی اباحت کے قائل تھے اسی طرح پالتو گدھوں کے گوشت کی اباحت کے بھی قائل تھے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں :۔

ان ابن عباسؓ کان یرخص فی الامرین معاً۔[2]

سیدنا ابن عباسؓ دونوں میں رخصت اور اباحت کے قائل تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کو جب ان اقوال کا علم ہوا تو آپ نے بالخصوص دونوں کی تردید فرمائی اور ان کی حرمت واضح کی کہ جس طرح حضورؐ نے لحوم الحمر الاہلیہ سے روکا ہے اسی طرح متعہ سے بھی روک دیا ہے۔ گو وہ روک نسخ مکہ میں ہوا ہو لیکن حضرت علی المرتضیٰؓ کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کی تردید تھی اس لیے آپ نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر کے ذکر فرمایا۔

---

[1] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۰۳ [2] ایضاً صفحہ ۲۰۴

علامہ حافظ ابن قیمؒ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:۔

ھذا الحدیث رواہ علی ابن ابی طالب محتجا بہ علی ابن عمہ عبد اللہ بن عباس فی المسئلتین فانہ کان [illegible] المتعۃ ولحوم الحمر فناظرہ علی ابن ابی طالب فی المسئلتین وروی لہ تحریمین۔[1]

ترجمہ: اس حدیث کے ذریعے حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ کے ان دو مسئلوں کے بارے میں جنہیں آپ مباح سمجھ رہے تھے یعنی متعہ اور لحوم الحمر کے خلاف دلیل پکڑی اور ان دونوں کی حرمت بیان کی۔

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

واطلق تحریم المتعۃ ولم یقیدہ بزمن کما جاء ذٰلک فی مسند الامام احمد باسناد صحیح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم لحوم الحمر الاھلیۃ یوم خیبر وحرم متعۃ النساء وفی لفظ حرم متعۃ النساء وحرم لحوم الحمر الاھلیۃ یوم خیبر ھکذا رواہ سفیان بن عیینہ مفصلاً ممیزاً۔[2]

ترجمہ: متعہ کی حرمت کو مطلق رکھا اور کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ جیسا کہ مسند امام احمد میں بسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں لحوم الحمر الاہلیہ کو حرام کیا اور متعۃ النساء کو حرام فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ متعہ کی حرمت بیان کی اور خیبر میں لحوم الحمر الاہلیہ کو حرام کیا۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

اس پیرائیہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا زمانہ الگ الگ ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے سیدنا حضرت ابن عباسؓ کے ان اقوال کی مخالفت کرتے ہوئے دونوں کو ایک جگہ نقل کر دیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی لکھتے ہیں:۔

والحکمۃ فی جمع علی بین النھی عن الحمر والمتعۃ ان ابن عباسؓ کان یرخص فی الامرین معا۔ فرد علیہ علیؓ فی الامرین معا۔[3]

---

[1] زاد المعاد جلد ۲ صفحہ ۱۸۴ [2] ایضاً صفحہ ۱۴۳ [3] فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۲۴۳

ترجمہ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ان دونوں اقوال میں جمع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ ان دونوں کی رخصت کے قائل تھے پس حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی دونوں کی اکٹھی تردید کی ہے۔

حاصل یہ کہ چونکہ آپ کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کے مسائل کی تردید کرنی مقصود تھی اس لیے آپ نے دونوں کی اکٹھی نفی کر دی۔ اگر وقت کی قید سے شیعہ علماء کو اتفاق نہ ہو تو پھر آیئے شیعی کتب ہی سے سُن لیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں:۔

حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعۃ۔[1]

اس روایت میں نہ تو خیبر کا ذکر ہے اور نہ فتح مکہ کا لیکن یہ بات برحق ہے کہ دونوں کی حرمت ضرور موجود ہے اور اہل سنت والجماعت کے اکابرین بھی گو کہ وقت کی تعیین میں اختلاف کرتے ہیں لیکن بالآخر اسی فیصلہ پر اتفاق کرتے ہیں کہ متعہ حرام ہو چکا ہے اور شیعی روایت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ (فہو المقصود)

الحاصل قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک اور ائمہ اہل بیت کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات بصراحت بیان ہو گئی ہے کہ متعہ حرام ہے اور جن بزرگانِ دین سے کبھی اس کی اباحت منقول تھی اس سے ان کا رجوع ثابت ہے، اور شیعہ علماء نے جن جن بنیادوں پر متعہ کے حلال ہونے کی عمارت کھڑی کی تھی ہماری ان توضیحات کی روشنی میں وہ سب دیواریں گر چکی ہیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ شیعی مولوی عبدالکریم مشتاق کے پیش کردہ دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مسلمان بھائیوں کو اس فعل قبیح سے محفوظ فرما دے اور شیعہ علماء کو بھی اس سے اجتناب کی توفیق دے۔ آمین

اور صدر ایران رفسنجانی کو اپنے اس اعلان سے کہ متعہ کرو، رجوع کی توفیق دے۔ اس کے بغیر مسلمان کبھی ان سے کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

---

[1] الاستبصار جلد ۳ ص ۱۴۲

الجزائر کے دو آیت اللہ کس درندگی پر اتر آئے

متعہ سے انکار پر دو بہنوں کا قتل

روزنامہ جنگ لندن نے اپنی ۹ نومبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں تیونس سے آمدہ یہ خبر بڑے اہتمام سے شائع کی ہے۔

الجزائر کے مسلم انتہا پسندوں کے ایک گروپ نے دارالحکومت الجزیرہ کے جنوب میں دو بہنوں کو متعہ سے انکار پر قتل کر دیا۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق ۲۱ اور ۲۲ سالہ دو بہنوں کو ان کے والدین کے ہمراہ اغوا کیا گیا تھا جب انہوں نے تھوڑی مدت کے لیے انتہا پسندوں سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے گلے کاٹ کر ان کی لاشیں الجزیرہ کے نزدیک شہر بلیدہ کے علاقے میں پھینک دی گئیں۔ رائٹر کے مطابق الجزائر میں چند مسلم انتہا پسند گروپوں میں متعہ کرنے کا رواج مقبول ہو گیا ہے جسے عام طور پر عیاشی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

آفرین ہے ان دو مسلم خواتین کی جرأت ایمانی پر کہ جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی مگر اپنے آپ کو متعہ کی بھینٹ نہ چڑھنے دیا

اور نفرین ہے ان دو آیت اللہ پر جو مذہب کی آڑ میں متعہ کے عیاشی کے اڈے پر شریف عورتوں کی جان تک لینے سے نہ چوکے۔

انتساب

الجزائر کی ان دو شریف خواتین کے نام جنہوں نے متعہ کی بے حیائی سے بچنے کے لیے جان دی اور کسی آیت اللہ کو اپنے پر قابو نہ پانے دیا۔

مُتعہ

ایران کی سنجیدہ سوسائٹی کی نظر میں

کیا ایران میں کوئی سنجیدہ سوسائٹی بھی ہو سکتی ہے؟ کیوں نہیں — اچھے اور بُرے کی تقسیم ماسوائے انبیاء اور صحابہ کرامؓ کے ہر انسانی طبقے میں موجود رہی ہے۔ ایران کے بڑے بڑے آیۃ اللہ صرف اس لیے جوازِ متعہ کا فتویٰ دیتے ہیں کہ حاجت مند خواتین عام طور پر انہی کی طرف رجوع کرتی ہیں سرکاری سانڈ کی اصطلاح ان کے لیے استعمال کرنا ان کے شایانِ شان نہیں اس لیے ہم اس سے گریز کرتے ہیں تاہم اس سے انکار نہیں کہ شیعہ خواتین کسی آیۃ اللہ سے جنسی تعلق قائم کرنا اپنے لیے بہت متبرک سمجھتی ہیں اور انہی سے انہیں روح کی تسکین ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے ایرانی سوسائٹی کے اس متعہ کو بداخلاقی اور بے حیائی جانا انہیں ایک ایک آیۃ اللہ نے لادین اور سیکولر کہا۔ علامہ خمینی کے انقلاب سے پہلے ایران کی سنجیدہ سوسائٹی نے اس رسمِ بد کو مسترد کر دیا تھا مگر سب آیۃ اللہ اس کے خلاف تھے۔

علامہ حائری کی شخصیت سے کون واقف نہیں۔ ان کی نواسی شہلا حائری جو ۱۹۸۸ء میں امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ریسرچ ایسوسی ایٹ تھیں انہوں نے Law of Desire کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتی ہیں:۔

> ۱۹۷۹ء کے انقلاب ایران سے پہلے ایران کے سیکولر درمیانی طبقوں نے عارضی شادی کو طوائفیت کی ایک شکل سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا تھا جسے کہ مذہبی اداروں نے جائز قرار دیا تھا۔ ایران میں یہ عوامی اظہار بہت مقبول ہے طوائفیت کے سر پر ایک مذہبی ٹوپی رکھ دی گئی ہے ..... مذہبی گروہ عارضی شادی کی وکالت یہ کہہ کر کرتا رہا ہے کہ یہ انسانیت پر خدا کا فضل ہے انفرادی صحت کے لیے اس کی ضرورت ہے جبکہ یہ سماجی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ناگزیر ہے۔[1]

---

[1] مضمون شہلا حائری صـ۱۸ مندرجہ قومی ڈائجسٹ مارچ ۱۹۹۳ء

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران میں سنجیدہ سوسائٹی کے کچھ لوگ ضرور موجود ہیں، وہاں کے مذہبی آیۃ اللہ انہیں سیکولر قرار دیتے ہیں اور یہ سب اختلاف ان مذہبی رہنماؤں کے قوم کی بچیوں میں بیجا دلچسپی لینے کے باعث ہوا ہے ــــ تاہم اس سے انکار نہیں کہ علامہ خمینی کے مذہبی انقلاب نے متعہ کے دروازے پھر سے قوم پر کھول دیئے ہیں۔ ایران کے صدر رفسنجانی کی نوجوانوں سے متعہ کرنے کی موجودہ اپیل اسی انقلاب کا ایک حصہ ہے

ایران کے مذہبی حلقوں میں متعہ کی عملی مشقیں

محترمہ شہلا حائری لکھتی ہیں:۔

مذہبی بزرگوں کی درگاہوں پر یہ (عارضی شادی) اکثر و بیشتر ہوتی ہے۔ ص۲۰
عارضی شادی اور طوائفیت میں گہری مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ ص۲۴
متعہ اور طوائفیت کے درمیان امتیازات صاف طور پر واضح نہیں ہیں۔ ص۲۵
ایران میں ہر کوئی جانتا ہے کہ اگر کسی نے متعہ کرنا ہے تو اسے قم یا مشہد جانا چاہیئے۔ ص۲۸
شہلا حائری کی تحقیق میں متعہ ماقبل اسلام کی ایک ایرانی رسم ہے۔ ایک مغربی سفارت کار ڈی۔لورے ۱۹۰۷ء ایک کتاب (ایران کے بارے میں عجیب باتیں) کے نام سے لکھی ہے۔ شہلا اس کے ص۱۲۹ کے حوالے سے لکھتی ہے۔

ڈی لورے نے یہ کوشش کی ہے کہ اس عارضی شادی کا تعلق ماقبل اسلام کی ایک ایرانی رسم کے ساتھ ملایا جائے عارضی شادی ایک بہت پرانا ایرانی عمل ہے اگر اسے ایک افسانے سے ثابت کیا جائے جس میں بتایا گیا ہے کہ رستم جو ایران کا ہرکولیس تھا اس نے ایسا ہی طلاپ شکار کی تفریح کے دنوں میں سمنگ کے بادشاہ کی بیٹی تہمینہ سے کیا تھا جس سے اس کا نامور بیٹا (سہراب) پیدا ہوا تھا۔ [۱]

مغربی مقالہ نگار بنجمن (۱۸۸۷ء) کی بھی یہی رائے ہے۔ محترمہ شہلا حائری لکھتی ہیں:۔
اس حقیقت کے پیش نظر کہ شیعہ اس عارضی شادی کا معاہدہ

مجبوریاں

---

[۱] قومی ڈائجسٹ مذکور ص۲۷

سے کر سکتے ہیں۔ نجمین نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ " اس کا بین ثبوت ہے کہ ایسی شادی کا سرچشمہ زرتشت کا مذہب ہے۔"[1]

مشہد اور قم کی زیارت گاہیں

برصغیر پاک و ہند میں بزرگوں کے مزارات مرجع خواص و عام بنے ہیں اور لوگ یہاں اُن کی زیارت کے لیے آتے ہیں لیکن ایران میں زیارت صرف مرحومین کی نہیں ہوتی حاضرین اور حاضرات کا آپس میں نظریں ملانا بھی ایک طرح کی زیارت سمجھا جاتا ہے۔ محترمہ شہلا حائری کرزن کے حوالے سے ۱۸۹۱ء کے مشہد پر (جہاں آٹھویں امام رضا کا روضہ ہے) لکھتی ہیں:۔

غالباً مشہد کی زندگی میں جو انتہائی غیر معمولی نقش دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ زیارتوں کے لیے آئے ہوئے لوگوں کو اُن کے قیام کے دوران اس شہر میں متاہلانہ تسکین فراہم کی جاتی ہے۔[2]

یہ مشہد کا سو سال پہلے کا حال ہے موجودہ صورتحال کیا ہے اسے بھی پڑھ لیجئے محترمہ لکھتی ہیں:۔

مشہد کا شہر اب بھی اسی شہرت کا مالک ہے جو اسے ایک صدی پہلے حاصل تھی تاہم چند اعلیٰ مرتبت مذہبی رہنماؤں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اب سب کچھ قدرے رازداری میں ہوتا ہے ۱۹۸۱ء میں ایک مذہبی مبلغ امین آقا نے بتایا:۔

پرانے زمانے میں مشہد میں ایک شیخ بوڑھا آدمی ہوتا تھا جس کے پاس ایک پرانی گھسی پٹی نوٹ بک ہوتی تھی جس میں وہ ان عورتوں کے نام اور پتے درج کرتا رہتا تھا جو صیغہ بننے (متعہ کے طور پر استعمال ہونے) میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ مرد زائر اور حتیٰ کہ اس شہر کے رہنے والے اس بوڑھے شیخ کے پاس اس اُمید سے جاتے کہ وہ ان کے لیے اس شہر میں قیام کے دوران کوئی عارضی ساتھی تلاش کر دے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نہ صرف انہیں کچھ ثواب ملتا بلکہ زائروں کے لیے بھی باعث ثواب ہوتا ــــ امین آقا نے مجھے بتایا کہ وہ شیخ اب انہیں دھندلا سا یاد ہے کیونکہ اس وقت وہ (امین آقا) ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔[3]

---

۱ قومی ڈائجسٹ صفحہ ۲۷ ۲ ایضاً صفحہ ۲۸ ۳ ایضاً

ذرا آگے چلیے محترمہ لکھتی ہیں:۔

اگرچہ مشہد اور قم میں بہت سے ملا حضرات یہ تسلیم کرنے سے ہچکچاتے تھے کہ ثواب کمانے والوں (متعہ کے دلالوں) کا کوئی نیم منظم موجود ہے مگر وہ اس پر زور دیتے ہوئے مطلق ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے کہ صیغہ (متعہ) کا مذہبی ثواب ملتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سے لوگ اُن کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ وہ ان کا تعارف کسی ممکنہ صیغہ ساتھی سے کرادیں۔ مشہد سے تعلق رکھنے والے ایک مذہبی رہنما ہاشم نے مجھے بتایا کہ نہ صرف بہت سی زائر عورتوں نے اسے صیغہ کرنے کی پیشکش کی بلکہ انکے پاس ایسے مرد بھی آتے ہیں جو اس کی مذہبی حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے درخواست کرتے ہیں.... الخ ؎

مُتعہ کی نذر ماننا تاکہ خُدا ان سے خوش ہو جائے

ایران میں اسے صیغہ نذری کہتے ہیں۔ محترمہ شہلا حائری لکھتی ہیں:۔

صیغہ نذری عام طور پہ مذہبی بزرگوں کی درگاہوں کے آس پاس کیا جاتا ہے یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ صیغہ کا مذہبی ثواب ملتا ہے ایک عورت اپنی طرف سے منت مانتی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری ہو گئی تو وہ (کسی بڑے آیۃ اللہ سے) صیغہ کرے گی یہ صیغہ اکثر سیدوں سے کیا جاتا ہے ملاؤں کی اکثریت سید ہوتی ہے جن کا بے حد احترام کیا جاتا ہے۔ عام طور پہ عورت خود براہ راست ملا کے پاس پہنچتی ہے.... مشہد کے مذہبی رہنما ہاشم نے دعویٰ کیا کہ ایک زائرہ عورت نے اسے صیغہ نذری کی پیشکش کرتے ہوئے ایک سو تومان ادا کیے (لگ بھگ بارہ ڈالر کے) ملا ہاشم نے بتایا میں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ میری پسند کی نہیں تھی بوڑھی بھی تھی۔ ؎

؎ قومی ڈائجسٹ صفحہ ۸۲

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانی حاکم گو وہ خود کسی عمر کے ہوں شیعوں کی طرف جوان بچیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں بوڑھی عمر کی عورتوں سے متعہ نہیں کرتے۔

سفر میں اپنے ساتھ صیغہ لے جانے کا رواج

یہ غلط ہے کہ شیعوں کے ہاں صرف گھر سے دوری کے وقت ہی متعہ کیا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا تو ان کے ہاں گھر سے اس لائن کی لڑکیوں کو دے جانے کا رواج نہ ہوتا۔ پھر ایران قدیم میں ایسی بیویاں بھی ہوتی تھیں جنہیں میزبان بطور ضیافت مہمان کے حوالے کرتا۔ اسلامی دور میں قاچاریوں نے ملاؤں کے فتوٰی سے قوم کو اس راہ پہ ڈالا۔ محترمہ شہلا حائری لکھتی ہیں۔

ایک سیاح اپنے سفر میں صیغہ کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ قاچاریوں نے اپنی رعایا کے لیے یہ رجحان منظم کیا تھا جب ناصر الدین (۹۶-۱۸۳۱ء) اور اس کے درباری کسی مختصر سفر پہ جاتے تو وہ اپنی بیویوں کو اپنے پیچھے حرم میں چھوڑ کر ایک یا دو صیغہ بیویاں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آقا علی خان اعتماد السلطنت[1] لکھتا ہے ''آج میں نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ ان کے والد اور دادا کی رسم تھی کہ وہ اپنے خادموں کو بھی اپنی بیویوں سے نوازتے تھے۔ اب اس میں آپ کا کیا نقصان ہوگا اگر آپ اپنی پرانی بیویوں ہی سے ایک مجھے عنایت کر دیں جو آپ کے ساتھ دن میں سفر کرتی رہے گی اور رات کو میرے خیمے میں آ جائے۔

فتح علی قاچار میں عورتوں کی رفاقت کی ہوس اتنی شدید تھی کہ وہ انہیں اغوا بھی کر لیتا تھا بختیاری لکھتا ہے ''ایک رات بادشاہ نے محمد خان دولو کے گھر میں چوری چھپے گھس کر اس کی بیٹی کو اپنی عبا میں چھپا لیا (یہ وہ نرا چوغہ ہے جو ان کے آیۃ اللہ پہنے ہوتے ہیں) اور اس نے اس کے ساتھ فوری طور پر متعہ کر لیا اور پھر اس کے بعد اس کے باپ کو پیغام بھجوایا کہ ہم نے اپنے رواج کے مطابق تمہاری بیٹی چوری کر لی ہے تم بھی اسی طرح ہماری بیٹیوں میں سے

---

[1] یہ بادشاہ کا سرکاری مترجم اور وزیر رابطہ تھا

کسی ایک کو اپنے یے یا اپنے بیٹوں کے لیے کیوں سرتو نہیں کر لیتے ؟[۱]

آپ نے اغوا کے واقعات تو کئی سنے ہوں گے کہ کسی شخص نے کسی کی بیٹی کو اٹھا لیا لیکن آپ نے بے غیرتی کی یہ مثال اور کہیں نہ دیکھی ہو گی کہ کوئی شخص خود نوجوانوں کو اپنی بیٹیوں کے اغوا کی دعوت دے۔ انسانی شرافت کا گراف اس قدر کیوں گر گیا یہ ایران کے انہی ملاؤں کی تبلیغ کا اثر ہے کہ متعہ کرنے پر بڑا ثواب ملتا ہے اور فراغت کے بعد جو غسل کیا جائے اس کے ایک ایک قطرے سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت تک عبادت میں لگے رہیں گے اور اس کا ثواب اسی نوجوان جوڑے کو ملتا ہے جو ساری رات متعہ کی مشقیں کرتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

یہ وہ مقام ہے جہاں انسانیت سر بیخ کر رہ جاتی ہے اور پھر ایسا گھناؤنا کاروبار جب خدا کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے تو ایمان و اعتقاد اور اخلاق و شرافت کی ساری چولیں ہل جاتی ہیں اور مذہب راجہ اندر کا کھیل بن کر رہ جاتا ہے۔

ایران میں متعہ کے کاروبار کی ایجنسیاں

ایرانی خاتون شہلا حائری لکھتی ہیں۔

پہلوی دورِ حکومت کے آخری برسوں میں کئی سروس ایجنسیاں قائم ہوئی تھیں ان میں ایک ایجنسی جو گھریلو خادماؤں کی ایجنسی کے نام سے مانی جاتی ہے اب بھی (خمینی دور میں) موجود ہے جو اب اسلامی حکومت کے زمانے میں بھی کام کر رہی ہے ان دنوں اسی ایجنسی کو ایک حاجی صاحب چلاتے ہیں جو گھروں میں کام کاج کے لیے ہر طرح کی خادمائیں روزینے سے ماہانہ اور رہائش کی بنیاد پر فراہم کرتے ہیں..... وہ تمام صیغے جو خادماؤں اور آقاؤں کے درمیان ہوتے ہیں وہ بیوی اور خادمہ کے رشتہ داروں کی اجازت سے نہیں ہوتے۔[۲]

ایران میں متعہ کی مختلف قسمیں

متعہ کا طریقہ اس کا عمل اور اس کی شرعی حیثیت تو ایک ہے لیکن اس کے اغراض و مقاصد

۱؎ قومی ڈائجسٹ صفحہ ۹۳ ۲؎ ایضاً صفحہ ۹۶

مختلف ہیں۔ اس لیے ایران میں صیغہ کی مختلف قسمیں ملتی ہیں۔ اس مختصر تحریر میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ تاہم محترمہ شہلا حائری نے اس کی جو قسمیں بتلائی ہیں ہم اپنے قارئین کو اُن کے ناموں سے ضرور مطلع کیے دیتے ہیں۔

- آقا / لونڈی کا صیغہ
- مذہبی صیغہ آفاقی صیغہ
- صیغہ برائے تولید
- صیغہ برائے معاشی اعانت
- غیر جسمانی صیغہ
- صیغہ برائے میل ملاپ
- اخراجات میں شرکت کا صیغہ
- فیصلہ کرنے میں سہولت کے لیے
- صیغہ برائے معاون
- درگاہ کا صیغہ

بارہ کے مقدس عنوان پر متعہ کی مختلف قسمیں ختم کر دیتے ہیں۔ گروپ صیغہ (جس میں چند مرد مل کر کسی لڑکی سے متعہ کریں)، کفارے کا صیغہ اور تعزیری صیغہ اس کے علاوہ ہیں، چونکہ ان کی تشریح میں شیعہ ملاؤں کا اختلاف ہے اس لیے ہم نے انہیں اصل فہرست میں ذکر نہیں کیا۔

محترمہ شہلا حائری نے پھر آٹھ ایرانی خواتین کی آپ بیتی ذکر کی ہے کہ ان پر متعہ کی عملی مشقیں ہوتی رہیں: (۱) مہوش خانم کی داستان متعہ (۲) معصومہ (۳) فرخ خانم (۴) فتی خانم (۵) شاہین (۶) ناہید (۷) طوبیٰ (۸) ایران (یہ ایک کلینک کی منتظمہ تھی۔)

ان کی زندگیوں کی یہ تاریک گوشے ہماری اس مختصر تحریر کا اجالا نہیں بن سکتے ——

قارئین کرام جو ان پر مطلع ہونا چاہتے ہوں انہیں چاہیے کہ مارچ ۱۹۹۳ء کا قومی ڈائجسٹ دیکھیں۔ ان خواتین کے انٹرویو کے بعد شہلا حائری نے آیت اللہ نجفی مرعشی اور شریعت مداری کے ۱۹۸۷ء میں لیے گئے انٹرویو درج کیے ہیں۔ یہ ایرانی انقلاب سے ذرا پہلے کے ہیں۔

علامہ خمینی کے برسر اقتدار آنے کے بعد شہلا حائری نے جن شیعہ علماء سے انٹرویو لیے ان میں (۱) حجۃ الاسلام زنگی (۲) ملا پاک (۳) ملا محسن (۴) حجۃ الاسلام انوری (۵) ملا فشنکار سرفہرست ہیں۔